

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

غوث العبادؒ

فی

احیاء المیلا

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ، ملتان روڈ بہاولپور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اس رسالہ میں میلاد شریف کرنے کے فوائد اور
دلائل اور میلاد و قیام کا ثبوت اور حضورؐ کی پاک صلا علیہ وسلم
کے نور مبارک اور تشریف آوری کا تفصیلی بیان اور بارہ
ربیع الاول شریف کے دن جلوس نکالنے کا مدلل و محقق از
قرآن و احادیث اور فقہ اسلامی سے ثبوت الموسوم بہ

غوث العباد

فی

ابحاث المیلاد

مؤلفہ: شیخہ التقیہ علامہ مفتی حافظ محمد رفیع احمد صاحب
ادبی رضوی مہتمم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَحَدُّدًا وَتَصَدَّقَ عَلَى رَسُولِ الْكَرِيمِ ﷺ (مَا بَعْدُ)

وجہ تالیف

رسالہ "تأسیط النفوس الزکیہ" کی تقریباتی کے موقع پر مولانا حافظ غلام غوث صاحب اویسی خطیب جامع مسجد باب البحر کراچی نے فرمایا کہ رسالہ ہذا میں چند اضافے اور ضروری ہیں جن میں میلاد شریف کے برکات اور اس کی بیکیہ کنایہ کے حوا کے دلائل اور نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت نکالا اور سلام و قیام کے متعلق بھی چند حوالہ دہج ہوں۔ غرضیکہ میلاد شریف کے تقریباً تمام منکلمات رسالہ ہذا میں آجائیں تاکہ میلاد شریف کے منکرین کو اعتراض کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ بغیر عید الفطر صحتی کے باوجود رحیم یار خان کے مختلف تصانیف کے جلسہ جات کی عزت کی نظر میں رسالہ کی ترتیب شروع کر دی جو بغیر تعالیٰ چند نشستوں میں پایہ تکمیل کو پہنچا اور مولانا موصوف کے نام کی مناسبت سے اس رسالہ کا نام غوث العباد فی ابحاث العباد و تجویز کونام ہوں۔

نقطہ والسلام

وَعَالَتْ قِيَمُ الْإِبِلَانَةِ الْعُلَى الْعَظِيمِ

الفقر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔ حال وار تصدیق بدلی شریف ضلع رحیم یار خان۔ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۹۴ھ بروز بدھ

تمہید

اہل اہلکات و عیال اور رہنما چاہتے کہ ہم انجمن میلاد شریف کی مجلس کیوں منعقد کرتے ہیں وہ اس لئے کہ ربیع الاول کا وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آفتاب نبوت بارہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوع فرمایا اپنی جنابا پیشیوں سے تمام عالم کو منور فرمایا جس کے عالم وجود میں آئے ہیں کفر و ضلالت کی غلٹین کا فور جو گئیں اور کائنات کا کونکہ ناہق نور بن گیا۔ دنیا پر قمری کے دروازے کھل گئے وہ لوگ جو پہلے انسانوں کے طور پر رہتے تھے کمال انسانیت کے مرتبہ پر فائز ہو کر اخلاق و اعمال کے پیکر بن گئے۔

میرزاؤں کو وہی نماز بن گئے شمع رہبری
تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص بندگی
تیرے بغیر کسی کی یہ سب سے بڑی بات ہے
دشت نور و دن کو دیا توئے شکوفہ شیری
قرنہاں تو حید اس دن کو یاد کر کے سرور عالم نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
وہ عبادت و خضوع صلوٰۃ و سلام پیش کر کے سعادت و ابر بن حاصل کرتے ہیں بعض
بدعت ایسے ہیں جن جو عود تو ایسی سعادت سے محروم ہوتے ہیں لیکن دوسرے اہل
اسلام کو بھی روکتے ہیں نہ صرف روکتے ہیں بلکہ قرآن و حدیث کی آڑے کی طرح
کی رشتہ اندازی کرتے ہیں۔ ہم نے اس رسالہ میں ان کے اعتراضات کو دور کرنے
کی کوشش کی ہے پہلے ہم میلاد شریف کے برکات عرض کریں گے اس کے بعد قیام
کے دن میں ہم ضرور علیہ السلام کی نورانیت کی تفصیل بعد ازاں بارہ ربیع الاول کے دن
جلسہ نکات کے متعلق تفصیل گفتگو کریں گے۔

نقطہ والسلام

برکات و فوائد میلاد شریف

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اگر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں، ابولہب سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی کا اشارہ کر کے کہنے لگا، ثویبہ جانے سے تو آزاد رہے۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا قرآن پاک میں پوری سورت نعت پیل الہی للہب اس کی مذمت میں موجود ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو نادمہ اس کو ہوا وہ بخاری شریف میں یوں مروی ہے

کہ جب ابولہب مراد اس کے گھر والدہ حضرت عباسؓ نے اس کو خوب مہربانیت برے حال میں لے کر پوچھا کیا گڑبگ؟ ابولہب نے کہا تم سے علیہ السلام مجھے فرغیب نہیں ہوئی بلکہ مجھے اس کا ذکر انگلی سے پائی مارتے رہیں میرے مذہب کی تحقیف ہو جاتی ہے کیونکہ میں نے انگلی کا اشارہ سے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

لعمادہ مات ابولہب فوالا بعض لہک
بیشتر حبیۃ قال لہ ما ذا لقیۃ قال
ابولہب لہم النبی بعدکم خیر الانی
سمعیۃ فی ہذی کا بعدا قتی ثویبہ
(بخاری شریف)

حضرت علامہ امام حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ فتح ابہاری مشاہیر میں لکھتے ہیں کہ ذکر السہیل ان العباس قال لعمادہ مات ابولہب راۃ فی مناہی بعد حرق فی قنسر حال فقال ما لقت بعدکم

ابولہب کی ولادت کے وقت ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اگر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں، ابولہب سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی کا اشارہ کر کے کہنے لگا، ثویبہ جانے سے تو آزاد رہے۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا قرآن پاک میں پوری سورت نعت پیل الہی للہب اس کی مذمت میں موجود ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو نادمہ اس کو ہوا وہ بخاری شریف میں یوں مروی ہے

سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہر سیر کے دن مجھ سے عذاب کی تحقیف کی جاتی ہے حضرت عباسؓ فرماتے ہیں یہ اس لئے کہ مجھ کو پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثویبہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

ابولہب کا فریاد ہم مومن، وہ دشمن، ہم غلام، اس نے بھتیجے کے گھر ہم کو غلام کی طرح سے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے کی وجہ سے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔ جب دشمن اور کافر کو غلامی کرنے کا اتنا نادمہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنا نادمہ پہنچے گا۔

دوستان را کجا کنی محروم
سیدنا شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ اس واقعہ میں میلاد شریف کہنے والوں کی روشن دلیل ہے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خسر چکے تھے یہی ابولہب کا سر تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس

چہ باشد و لیکن باید کہ از بدعتیہ کہ عوام
احداث کردہ اند از تغنی و آلات محرمہ
و منکرات خالی باشد۔
(مدارج النبوت ص ۱)

مسلمان کا کیا حال ہوگا جو صلی اللہ علیہ وسلم کی
کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھر پور ہو کر مال
خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے لیکن
چاہے کہ محفل میلاد شریف عوام کی باتوں
گاہے اور صرام باجوں وغیرہ سے خالی ہو

حافظ الحدیث علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجوزی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ
اسی ابولہب کے واقعہ کو لکھ کر فرماتے ہیں۔

فبال حال المسلم الموجد
من امتہ علیہ السلام الذی
یسر لبولادہ ویبذل ما یصل
الیہ قدس تلک فی محبتہ صلی اللہ
علیہ وسلم لعمری افاکیون
جزاءک من اللہ الکریم ان
یکلک بفضلہ العظیم جنات
النعیم۔

(عزیز تالی علی المواہب ص ۱۳۹)

علامہ امام احمد بن محمد القسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف
کے متعلق فرماتے ہیں۔

ولا زال اهل الاسلام یختلن
بشعر مولانا علیہ الصلوٰۃ والسلام
یعلمون الولادۃ ویقتلون

حقیر صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ
کے پیچھے میں اہل اسلام ہمیشہ سے
مختلین ہفتہ کرتے چلے آئے ہیں اور

فی الیہ بانواع الصدقات و
الطعوم السور و یزیدون
فی المروت و یعتنون بقراءۃ
مولانا الکریم و یظہرون علیہم
من سوا کتبہ فی فضل عظیم و مہما
جزء من خواصہ انہ امان فی
الامم العام و بشری عا جلیہ
فی البقیۃ والمواہر فرح اللہ
امور الخلد لہائی شمس مولانا
الاسک اندامی انیکون استیلائے
حق من فی قلبہ صریح
(عزیز تالی علی المواہب ص ۱۳۹)

کے ساتھ کھانے پکانے اور دعوتیں کرتے
اور ان مالوں میں ختم قسم کے صدقے و
خیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار
کرتے اور نیک کاموں میں براہ چڑھ کر
حصہ لیتے اور آپ کے میلاد شریف کے
پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں چنانچہ
ان پر صدقے فضل عظیم اور برکتوں کا خوب
ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خاص میں
سے آ کر آیا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف
پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے
خلفہ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد
شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی
ہیں اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمت نازل
فرمائے جسے میلاد کی مبارک باتوں کی خوشی و
مسرت کی عید میں نہالیا تاکہ یہ میلاد مبارک
کی عید میں سخت ترین علت و معیت ہو جا
اس پر جس کے دل میں مرض و غنا ہے۔

(۲) امام قسطلانی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد کی
محفل کے منعقد کرنے، ذکر میلاد کرنا کھانے پینا کرنا تقسیم قسم کے صدقے
و خیرات کرنا، خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، نیک کاموں میں زیادتی کرنا، عید شریف سے
اسلام کا طریقہ رہا ہے اور ان امور کی بدولت ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم اور ان

کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے محفل میلاد کی برکتوں سے سارا سال امن و امان سے گزرتا ہے اور دینی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور ماہ میلاد کی راتوں کو عید منائیاں ہوں پر اللہ کی رحمتیں ہوں اور ربیع الاول شریف کی بیخوشیاں اور عیدیں ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہیں جن کے دلوں میں لفاقی کا مرض اور عداوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری ہے اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں امام قسطلانی پر بلاشبہ حق اور سچ فرمایا۔ باقی فوائد و فضائل فقیر کے رسالہ المیلاد میں ہیں۔

اسی سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے ۱) میلاد شریف (ربیع الاول) میں انعقاد محفل میلاد اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے ۲) کھانے پکانے کا انعام اور انواع و اقسام کے خیرات و صدقات ماہ میلاد کی راتوں میں اہل اسلام ہمیشہ سے کرتے رہے ہیں ۳) ماہ ربیع الاول میں خوشی و مسرت کا اظہار شیعہ مسلمین ہے ۴) ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا طریقہ چلا آ رہا ہے ۵) ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف پڑھنا اور نذرات میلاد پاک گلہ اہتمام خاص کرنا مسلمانوں کا محبوب طرز عمل رہا ہے ۶) میلاد کی برکتوں سے میلاد دیکھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آیا ہے ۷) محفل میلاد کے خواص سے یہ مجرب خاصہ ہے کہ جس سال میں محافل میلاد منعقد کی جائیں تو وہ تمام سال امن و امان سے گزرتا ہے ۸) اعتقاد محافل میلاد منظور و مطلب پانے کے لئے جلد آنے والی خوشخبری ہے ۹) میلاد مبارک کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اہل ہیں ۱۰) ماہ ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا اور ماہ میلاد کی ہر رات کو عید منانا ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہے جن کے دلوں میں لفاقی کا مرض اور عداوت رسول کی بیماری ہے۔

رسالہ سلام و قیام

ہم اہلسنت میلاد شریف بلکہ برزخ میر کے بعد سلام و قیام کرنے ہیں اس پر بھی مبالغہ نہیں ہے۔ حالانکہ محفل میلاد میں ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ہدیہ صلوة و سلام پیش کرنا باعث رحمت و برکت اور اجر و ثواب ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے

ان الله و ملائکته یصلون علی النبی و آلہ الذین اٰمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما ۵

(قرآن)

جینک اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اے ایمان والو! نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تم بھی درود و سلام بھیجو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا، دوسرا سلام بھیجنا۔ غور کیجئے کہ صلوات کے بعد تسلیما نہیں فرمایا اور وصلوات کے بعد تسلیما منقول مطلق بیان فرما کر سلام کے پڑھنے میں تاکید فرمادی کہ سلام ضرور پڑھنا کیونکہ منقول مطلق کی اصل غرض تاکید ہے چونکہ خدا کے تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ سلام پڑھنے کے منکرین اور پڑھنے والوں کو روکنے والے پیدا ہونگے اس لئے اس نے ایمان والوں کو تاکید حکم دیا کہ ایمان والے منکر چاہے کچھ کہیں لیکن تم سلام ضرور پڑھنا اور بار بار پڑھنا بھلا اللہ تعالیٰ مؤمنین اس حکم کی تعمیل دل و جان سے کر کے بے شمار رحمتیں و برکتیں حاصل کرنے والے کیونکہ صلوة و سلام کا فرمان ایمان والوں کے حصے میں ہے

صلوٰۃ و سلام کے فضائل اور احادیث مبارکہ

۱۱ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم علیہ التحیۃ و التسلیم اس حالت میں تشریف لائے کہ چہرہ اقدس سے خوشی و مسرت کے آثار خاص طور پر نمایاں تھے۔ فرمایا میں اس وجہ سے مسرور ہوں کہ میرے پاس

حضرت جبریل امین آئے اور

فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ اَمَّا بِرُضِيكَ
يَا مُحَمَّدُ اِنَّ لَكَ بِصَلٰتِكَ اَحَدًا
مِّنْ اَمَلَتِكَ الْاَصْلِيَّةِ عَلَيْهِ
عَشْرًا وَاُولٰٓئِكَ عَلَيْكَ اَحَدًا
مِّنْ اَمَلَتِكَ الْاَصْلِيَّةِ عَلَيْهِ
عَشْرًا اَقْلَتَ بَلٰى -

دسائی۔ داری۔ احمد۔ مشکوٰۃ ص ۵۰

کنز العمال ص ۱۸۱

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص آپ پر درود اور سلام ایک ایک مرتبہ بھیجتا ہے اس پر دس مرتبہ اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور دس مرتبہ اس پر اللہ سلام بھیجتا ہے۔

اور کنز العمال میں اپنی سے روایت ہے اس میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص آپ پر درود پڑھے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار درود پڑھیں گے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار سلام بھیجیں گے۔ ص ۱۸۱

معلوم ہوا کہ درود و سلام پڑھنے والوں پر اللہ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ کے بے شمار فرشتے ان کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اللہ سلام بھیجتے ہیں۔

۱۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْبَرَّ صَلَّاهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مِنْ سَلَامٍ عَلَى عَشْرٍ اَوْ كَانَا
اَحَدًا مَّرْقَبَةً
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر دس مرتبہ سلام بھیجا یا کہا ہے کہ جیسے اس نے بروہ آزاد کیا۔

دس تشریف ص ۶۷

۱۳ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلمہ اَعْلٰی لَعْنَتُكَ لِلْاَوَّلٰی مِنَ الْاَمَاءِ
الْاَمْرُ لِلنَّارِ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ
اَفْضَلُ مِنْ عَقْدِ الْقَبَابِ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ان کو اس طرح شاد دیتا ہے جس طرح شاد دیتا ہے آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور آپ پر سلام پڑھنا بروہ آزاد کرنے سے افضل ہے۔

ر شفا شریف ص ۲۰

۱۴ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكُمْ مَلَائِكَةً حِثَّانًا
فِي الْاَرْضِ يَبْلَغُونِیْ مِنْ اَمَقِ السَّادِ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین پر مباحث کرتے ہیں اور میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ملائکہ سیاحین سلام پڑھنے والوں کی تلاش کرتے ہیں اور پھر ان کا سلام بارگاہ بیکس پہنچا دیتے ہیں۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں -

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلم يسلم على أخيه من شرق وغرب إلا أنا وملائكتنا ساجدون عليه بالسلام
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان مشرق و مغرب میں ایسا نہیں ہے جو کچھ پر سلام بھیجے مگر میں اور میرے رب کے فرشتے اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔
 (جلد الاخر الامام ابن قیم رحمہ اللہ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر وہ مسلمان جو آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے فرشتے اس کو جواب سلام سے مشرف فرماتے ہیں۔

(۶) قرآن کریم کی ایک آیت اور چھ احادیث مبارکہ سے صلوٰۃ و سلام کا محبوب و مطلوب ہونا اور اس کے پڑھنے سے بے شمار اجر و ثواب کا اعلان ثابت ہوا۔
 ہم جانتے ہیں کہ ایسے مبارک فعل کو بدعت و منکر کہا جائے اور مسلمانوں کو غیر کثیر سے روکا جائے۔ رہا تعظیم دست بستہ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا تو یہ سیرکار و دعاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور آپ کی تعظیم حکم رب العلیین ہم پر واجب ہے۔
 (۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و تعزروا و اتقوا و اتقوا ان کی تعظیم و توقیر کرو۔
 چنانچہ علامہ سید احمد زین و حلال کی اپنی کتاب درر سیئہ میں فرماتے ہیں

(۲) ومن تعظيحه صلى الله عليه والفرج بلبلى ولادته وقرآه ابولك والقياس عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم
 شب ولادت میں اظہار فرحت کرنا اور سلام شریف پڑھنا اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے

(۳) علامہ عثمان بن حسن محدث و میاں آتی اپنے رسالے اثبات قیام میں فرماتے ہیں -

المواحد ذكر ولادته سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم
 امر لا يشك في استحبابه واستحسانه ولادته فحصل كذا من الثواب الا والحق الاكبر لانه تعظيم النبي الكريم ذي الخلق العظيم الذي اخرجنا الله به من ظلمات الكفر الى الايمان وخلصنا الله من فاسد الجاهل الى جنات البعاصير والايقان

اس کے بعد بہت سے دلائل نقل کر کے فرمایا
 قد اجتمع الامم المحمدية من اهل السنة والجماعة على استحسان القيام المذکور و قد قال صلى الله عليه وسلم لا تتعجبوا مني على الضلالة

(۴) علامہ سید جعفر مرتجی اپنے رسالے عقدا الجواہر میں فرماتے ہیں
 قد استحسن القيام عند ذكر ولادته الشريفه ائمة فروادوية ودرایة فطوفی المن كان تعظیم صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ محمداً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ایک ایسا امر ہے جس کے مستحب و مستحسن و مندوب ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور قیام کرنے والے کو ثواب کثیر اور فضائل کثیر حاصل ہوگا کیونکہ یہ قیام تعظیم ہے کسی کی تعظیم اس نوجو کہ جب خلق عظیم علیہ التمجید والتسبیح جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں عظمت کفر سے ایمان کی طرف لایا اور ان کچھ سب سے ہمیں دوزخ جہنم سے بچا کر بہشت معرفت و یقین میں داخل فرمایا

بلاشبہ امت محمدیہ کے اہل سنت و جماعت کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور ہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی۔

یہ ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ایسے امر کے بہتر سچے جو صاحب روایت و درایت تھے و ثواب دانی اس کے لئے جس کا انتہائی مقصود حضور

(۵) علامہ علی بن برہان الدین حلبی اپنی کتاب الشان الیوم العرفہ بسمت الجلیہ میں فرماتے ہیں۔

قل وجہ اقیام عند ذکر اسمہ
صلی اللہ علیہ وسلم من عالم
الائمۃ ومقتدی الائمۃ دینا
ووسع اتقی الدین السبکی رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ وتابعہ علی ذالک
مشائخ الاسلام فی عصرہ۔

بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کے
ذکر کے وقت قیام کرنا امام تقی الدین سبکی
رحمۃ اللہ علیہ سے پابانگاہ ہے جو اس مرحومہ
امت کے عالم دین اور تقویٰ میں اماموں
کے امام ہیں اور اس قیام پر ان کے زمانے
کے مشائخ اسلام نے ان کی متابعت کی ہے
(۶) علامہ جمال بن عبد اللہ بن عمر کی حنفی مفتی حنفیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں
ذکر میلاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت
قیام کرنے کو جماعت سلف نے مستحسن کہا
تو وہ بدعت حسنہ ہے۔

القیام عند ذکر مولد صلی اللہ
علیہ وسلم استحسنہ جمع من
السلف فہو بدعتہ حسنہ۔

(۷) علامہ مولانا حسین بن برہیم کی مفتی مالکیہ فرماتے ہیں۔

استحسنہ کثیر من العلماء
وہو حسن لما یجب علینا
تعظیم صلی اللہ علیہ وسلم
(۸) علامہ مولانا محمد بن علی حنفی حنفیہ فرماتے ہیں۔

ابن قیام کو بہت سے علمائے مستحق رکھا
اور وہ بہتر ہے کیونکہ ہم پر حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے

تعظیم یجب القیام عند ذکر ولادۃ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یحضر
سوا حائیتہ علیہ السلام

ہاں ذکر ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
وقت قیام فرمادی ہے کیونکہ رد اندس
حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما رہی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم لا یحضر
سوا حائیتہ صلی اللہ علیہ وسلم
عند ذالک یجب التعظیم و

الاعلام

پس اس وقت قیام و تعظیم لازم ہوگا

(۹) امام اجل فقیہ محدث سراج العلماء مولانا عبد اللہ سراج مفتی حنفیہ
فرماتے ہیں۔

تواضع الائمۃ الاعلام و
الاعلام والاحکام من غیر تکلیف
مکروہ و زاد ولہذا کان حسنا
ومن یستحق التعظیم غیر صلی
اللہ علیہ وسلم ویقتضی شریعت اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ
ما سئل المسلمون حسنا فہو
عند اللہ حسن

یہ قیام بڑے بڑے عالموں میں برابر کیا کرتا
ہے اور اسے ائمہ و حکام نے ہر قدر رکھا
اور کسی نے رد و انکار نہ کیا لہذا مستحب
مستحب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور
کون مستحق تعظیم ہے اور اس کے ثبوت
میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کی حدیث کافی ہے کہ جو چیز مسلمانوں کے
نزدیک بہتر ہے وہ اللہ کے نزدیک
بہتر ہے۔

اسی طرح علامہ مفتی عمر بن ابی بکر شافعی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی
اور سید مسجد نبوی مولانا محمد بن محمد عرب شافعی اور مولانا عبد الکرم بن عبد الحکیم حنفی مدظلہ
رحمہم اللہ نے اس قیام کے مستحب و مستحسن ہونے کی تصریح فرمائی ہے اس مضمون
اور ان تمام باتوں کی نفیس تحقیق کے لئے دیکھو رسالہ "اقامۃ القیامہ" مضمون اعلیٰ
حضرت امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ کو یہ ملت طاہرہ مولانا شاہ احمد رضا خان
صاحب ناضل بریلوی۔

یہ تمام ائمہ اور اکابر علماء اور چاروں مذہب کے مفتیان کرام تعظیم کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کو مستحب و مستحسن فرما رہے ہیں اور سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اب اگر اس قیام تعظیمی کو شرک و بدعت کہا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا شرک و بدعت ہے تو سوائے اس کے اور کیا کہیں گے؟

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حلیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

(۱۰) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر جس کی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے، ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولود و شریف، اگر بوجہ آنے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آئینہ ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر اس سرور عالم و عالمیان روحی فدا کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا؟ (امداد المشتاق ص ۵۷)

بیز فرماتے ہیں - اہل بیت و اہل بیت کے اعتقاد و تولد کا نہ کرنا چاہئے اگر احتمال قریب آوری کا کیا جائے تو مفاد فقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مفید زبان و مکان ہے لیکن عالم سر و دل سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذمت باہر کات کا بعبید نہیں (امداد المشتاق) دیکھئے جناب حاجی صاحب فرما رہے ہیں کہ قیام مولود و شریف سے روکنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور قیام کے وقت آپ کی تشریف آوری کا عقیدہ رکھنے میں مضائقہ نہیں کیونکہ آپ تشریف لا سکتے ہیں۔ اب اگر قیام میلاد کو شرک و بدعت کہا جائے تو شرک و بدعت خیر کثیر کسے والا کون ہو گا؟

اور اس کو سر و مرشد ماننے والے کون ہونگے؟

۱۱) امت محمدیہ جلیل القدر عالم امام تقی الدین سبکی جو دین اور تقویٰ میں ائمہ کے امام ہیں - چنانچہ منقول ہے کہ امام سبکی کے پاس ان کے ہم عصر علماء بکثرت جمع ہوئے ایک ذات رسول نے سرکار کی مدح میں مصرعی کا یہ شعر پڑھا کہ
"اگر چاندی پر سونے کے حروف سے بہترین کاتب آقا کی مدح لکھے تب اس کم ہے - ہے نمک عزت و شرف دے لوگ آپ کا ذکر جیل سن کر صرف سبتہ تمام کرتے ہیں ہا گشتوں پر و زانو ہو جاتے ہیں۔"

۱۲) اشعار سن کر امام سبکی کھڑے ہو گئے اور ان کے ساتھ تمام اہل مجلس حاضر و غایہ بھی کھڑے ہو گئے۔ اس وقت بظاہر انس حاصل ہوا مجلس پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی اور اس قسم کے واقعات مشائخ علماء کی اقتداء کے بارے میں کافی ہوتے ہیں - ثابت ہوا کہ مسئلہ قیام میلاد میں امام مذکور اور ان کے ہم عصر مشائخ کی اقتداء کافی ہے۔ بالکل یہی مضمون علامہ شیخ اسماعیل شافعی نے تفسیر روح البیان شریف میں ارقام فرمایا۔

رفنا پہلے اور اس روایت میں اختلاف نہیں بلکہ حضرت شی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے سفر کے مختلف احوال و احوال و ارشاد میں ہیں۔ مولانا شرف علی ظفر نے اس
اس کا جواب ایوں دیا ہے کہ اس حدیث میں کم کی لفظ ہے روایت کی نہیں ہیں اگر زیادہ
کی روایت نظر آئے سے متنبہ نہ کیا جائے گا کی تخصیص اس کے ذکر میں موجود
ہے کہ کوئی مخصوص مقام اس کو قطعاً ہی ہو دوسری روایت لڑا نہ عزت کا
ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَأَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا جِبْرِيلُ
كَمْ عَمَرْتُ مِنَ السَّنِينَ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ لَسْتُ أَتَعْلَمُ غَيْرَ
أَنَّ فِي الْحَبَابِ السَّابِلِ جَمْعًا يَطْبَعُ
فِي كُلِّ سَبْعِينَ أَلْفَ سَنَةٍ رَأْسَهُ
أَثْنَيْنِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَرَّةٍ فَقَالَ
يَا جِبْرِيلُ أَيْنَ وَعَنْ يَأْسَرَ فِي حُلِّ جِلْدِهِ
أَيُّهَا الذِّكْرُ الْكَلْبُ -

روح بیا ز سپید تخت آیت تقدیم اکرم
رسول منی افکند روح امیر اجماع صلوات

دیوبندیوں کے گھر
کی شہادت

مولوی انور علی قناری نے نثر الطیب لکھی ہے
 ہیں نور محمدی کے بارے میں احادیث لکھی ہیں
 آپ لوگوں کے لئے اسی سے ہی عرض کرتا ہوں

میں نے ان کی کہ حوالہ دے رہا ہے کہ جو شخص بھی پاک صلیب کا طریقہ علم کی توفیق پاتا تھا ان کا رعبہ اور منہ کی
توڑنے والی کو کام نہ لے پھر اس سے جو ان کے دل ہے اسی طرح کہ جو اس کا شرف و خفا کی

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم والحمد لله رب العالمين

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا ہے: "اللہم انزل علیہم من السماء طریقا مستقیما" (اے اللہ! ان کے لئے آسمان سے ایک سیدھے راستہ بھیج دے)۔

اور یہی وجہ ہے کہ اس کی طرف سے جو کچھ بھی ہو گا وہ اس کے لئے ہی ہو گا۔

۱۰۰۰ سے بھر کسی مجید کا بننا اس طرح ممکن ہے کہ وہ ہزاروں اس کا جزو نہ ہو بلکہ

من كلامه في غايه من الغايات في حاشية نكته الطيبه

۱۰۰ "اے آدمی! اسے صحت لگا کر لکھا ہے کہ "اللہ کا اس روایت کے یہ ہیں یا چاہے ان

۱۴۱۰

اور یہی اور ہمارا عقیدہ ہے کہ سب کو اس کی جگہ اور اپنی اور سب کے لئے

۱۱۱

ہوا کہ چونکہ جن اشیا کی نسبت روایات میں اویس کا حکم آیا ہے ان اشیا کا تو محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث سے مندرج ہے۔

(حدیث ۱۷) حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہے نیک میں حق تعالیٰ کے نزدیک عالم النبین جو چکا تھا اور آدم علیہ السلام سونوار اپنے غیمر میں پہنچے تھے (یعنی ان کا پہلا بھی نیا نہ ہوا تھا) روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اس کو صحیح النساہد کہا ہے۔ دہ ۱۲ و مشکوٰۃ شریف السننہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے۔

۱۱۰ اور اس وقت ظاہر ہے کہ آپ کا بدن قریشی نہ تھا پھر نبوت کی صفت آپ کی روح کو غطا ہوا تھی اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے علیہ السلام اور مذکور ہوا اور اگر کسی کو ظہر جو کہ شاید مراد ہے کہ میرا عالم النبین چونکہ مقدور ہو چکا تھا سو اس سے آپ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا (جو حق ہے) یہ ہے کہ اگر مراد ہو تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر کا تمام اشیاء مخلوق ان سے وجود سے مستفاد ہے پس یہ تخصیص دلیل اس کی ہے کہ تقدیر مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت قریش سے ثابت نہ اسے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن متعلق نہ تھا اس سے نور اور روح متعلق ہو گیا (یہی جواب آج کل کے غیر مقلدون کو یا چکا جو آپ کے تقدم زمانہ کے خلاف کہیں اور بھڑکنا اور اگر کسی کو ظہر ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے بعد ثبوت نبوت ہی کے کیا تھے کیونکہ ثبوت تو چاہیے ان کی میں صلاہ چونکہ اور چونکہ آپ سب انبیاء کے بعد ہوئے ہوں گے اس سے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود ہی غیر مستحسن ہے (جو حق ہے) یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ ثبوت میں نہیں جیسے کسی کو تعلیم دینا کا عہدہ آج مل جاوے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہو چکا کسی تحصیل میں جیسے جانے کے بعد یہ جواب فاضل کا ہے اور یہ آپ

۱۱۱ اور اس وقت ظاہر ہے کہ حضرت علیہ السلام کی نبوت اہل حاکم کے لئے مخصوص تھا کہ حدیث مذکور ہے۔
ارسلنا فی الخلق کافۃ - اویس مقرر ہے۔

(حدیث ۱۸) - ابو مریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ جس وقت تک کہ آدم علیہ السلام جنور روح اور جسد کے درمیان میں تھے (یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) ہوا بیت کیا اس کو مرتبہ دیئے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے (دہ ۱۲) اور ایسے الفاظ مفسرہ و متفق کی روایت میں ہیں آگے ہیں امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

(حدیث ۱۹) شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کب نبی بنے تھے آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام اس وقت روح اور جسد کے درمیان تھے جبکہ منجھ سے مشتاق نہ نبوت، لہذا کیا (کہ انہی تعالیٰ و فی الخلدنا من النبیین جئنا فکلمہ و عنان و من فوح الایات) روایت کیا اس کو ابن سعد نے جابر رضی کی روایت سے ابن مرجب کے ذکر کے موافق ہے۔

(حدیث ۲۰) ابی سہل قطان کی امانی سے ایک جسر و میں سہل بن ہوانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقر) سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہو گیا حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی دلا کو عالم متعلق میں اور ان سب سے ان کی ذمت پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب

۱۱۲ یا رسول اللہ فاضل مدہ لگا کر لکھا ہے کہ اس حدیث میں بھی منی حدیث بالا کام ہے۔
۱۱۳ یا رسول اللہ فاضل صاحب نے صمد لگا کر لکھا ہے کہ حدیث بالا میں جو مقدم ہونے کے احتمال کا جواب دیا گیا ہے یہ حدیث اس جواب میں مندرج ہے کیونکہ اخذ میشاق فی یقیناً موقوف ہے وجہ واد ثبوت
۱۱۴ مرتبہ تقدیر میں مشتاق ہونا نقل اس کی مساحد ہے نہ مسئل۔

نہیں ہوئی تو سب سے اول علی (یعنی کیوں نہیں) حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اسکا نام آپ کو صبا اختیار فرمادیا ہے گو سب سے آخر میں مبعوث ہوئے (ہاں) اگر ميثاق لینے کے وقت اور اس کو بدن سے نہیں بھی ہو گیا ہوتا تو نام احکام روح ہی کے غائب ہیں اسی لئے اس روایت کو کیفیات نور میں لانا مناسب سمجھا اور اوپر شیخی کی روایت میں آپ سے قبل آدم ميثاق لیا جانا مذکور ہے اور یہ ميثاق الست ہو بلکہ ظاہر روایات سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ وہ ميثاق ثبوت کا کلام الشراک غیر سے ہو جیسا کہ اس حدیث کے ذیل میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے (حدیث ثلث) جب آپ غزوہ تبوک سے مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں (چونکہ حضور کی مدح خود اطاعت ہے اس لئے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سادہ رکھے۔ انہوں نے یا شاعر آپ کے سامنے پڑھے۔

مُسْتَوْدِعٌ حَيْثُ يَخْتَصُّ النُّورُ
أَنْتَ وَلَا مُضَعٌ وَلَا عَلَقُ
أَنْجَمٌ كَسْرًا وَأَهْلُهُ النُّجُومُ
إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَأَ طَبَقُ
فِي صَلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَخْتَرُ
تَخَذَتْ قَلْبًا كَحَنَاقِ النَّطَقِ
أَلَا مَنْ وَضَعَتْ بَلَدُكَ الْأَلَقُ
تَسْبِيلُ الرَّشَادِ تَحْتَسِرُ

(ترجمہ) زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں جو شحال میں تھے اور

حِينَ قَبْلَهَا طَبَقٌ فِي الظَّلَالِ فِي
ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَكَ لَبَسُ
بَلَّ نَظْمُهُ كَرُوبِ التَّيْلَانِ وَكَذْ
تَقْلُ مِنْ صَالِبِ الْحِمْيَرِ
وَرَدَتْ نَارُ الْجَلِيلِ مَسْكَتِي
حَتَّى اِخْتَوَى بَيْتَكَ الْمُهَيْمِينَ مِنْ
وَأَنْتَ لَمَّا وَلَدْتَ اِشْتَرَقْتَ
حَنَّنِي ذَالِكِ الْفَيَاذِ وَبِالنُّورِ

باز و دیعت گاہ میں چار جنت کے (درختوں) کے پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے اور و دیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا مستودع و مستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس تعدد کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے اس منع کے ہوئے درخت سے کھا لیا اور جنت کا لباس اتر گیا تو درختوں کے پتے ملا کر بدن ڈھانپتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے اس کے بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضعہ اور نہ علی کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی جوتی ہے اور سبوط کے وقت جنین ہونے کا انتظام ہی ہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ آدم علیہ السلام کے ہے عزم آپ نہ بشر تھے نہ مضعہ بلکہ و صلب آباد میں مصل ایک مادہ مانجیہ تھے کہ وہ کشی و نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ بغیر پت اور اس کے سانسے والوں کے ہوں ایک طرف ان غریب پر ملاحظہ مطلب یہ کہ بواسطہ حضرت نوح علیہ السلام کے وہ مادہ ایک کشی تھا مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔

نہ جودش نرغ گشتے راہ مفتوح بجودی کے رسیدے کشی نوح۔

اور وہ مادہ (اسی طرح واسطہ واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گزر جاتا تو دوسرا طبقہ ظاہر اور شروع ہو جاتا تھا (یعنی یہ مادہ سلسلہ آباد کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں آپ نے پیدائش میں وارد فرمایا۔

چونکہ آپ ان کی صلب میں منتقل تھے تو وہ کیسے جلتے (پھر آئے) آپ اسی طرح منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کا خاندانی شرف ہو کہ آپ کی نفیست پر شاہ ظاہر ہے اولاد و خندت میں سے ایک ذرہ عالیہ جاگزین ہوا جس کے

اس تمام صفوں سے تقاضی صاحب نے ہم اہلسنت کے مطابق لکھا ہے بھی تو
 یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور میں عالم جمہانیت
 کا شریف لائے تو یہ جمہانیت بشریت آپ کی حقیقت نہیں کہلائے گی۔
 بلکہ حقیقت خدا جانے یا اس کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جسے ہم نور سے
 تعبیر کرتے ہیں۔

لیکن دیوبندی کتب فکر کے لوگ ہمارے ساتھ اختلاف کرتے ہیں پتے پتے
 گھر کو سمجھا لیں پھر ہمارے ساتھ سمجھیں۔ اور یہ کتاب شریف الطیب تقاضی کی
 وہ دایہ ناز تصنیف ہے جس کے متعلق اس نے ایک دو خوب بھی آخر کتاب
 میں درج کیے ہیں اگرچہ وہ خوب ایسے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب شریف الطیب
 لکھ کر اس نے اپنے کتب فکر کے لوگوں کو پریشان کیا ہے۔

(تنبیہ) دیوبندیوں کے اکثر عقل تقاضی کی تصانیف شہید نامہ میں کہ
 بکثرت تحریر ہیں اہلسنت کے عقائد کے مطابق لکھ جائے لیکن اسی مقام پر یاد رکھو
 مقام پر ایسی غلط تاویل لکھا ہے کہ جس سے اسلام کی روح اُسے کو سستی ہے۔ ہمارا
 تقاضی سے اختلاف صرف اس لئے ہے کہ اس کی تحریر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی عمر بڑے اولیٰ و گستاخی موجود ہے چنانچہ حفظ الایمان نامی رسالہ میں اس نے حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو جانوروں، پانگوں، و غیرہ سے تشبیہ دی ہے۔ یہ فرق
 اس لئے عرض کیا ہے کہ کہیں کوئی نہ سمجھے کہ تقاضی صاحب بھی بونہی لکھتے ہیں
 تو پھر اس سے باہر کاش کیوں یا اس کی جماعت کے ساتھ اختلاف کیا مئے۔

خلافت الحرام یہ کہ تقاضی صاحب کی اس تمام تقریر سے وہی الہی ہٹا کر جو ہم
 کہہ کر رہے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ہیں اور
 اجساد میں تشریف لانے سے قبل خدا کے تمام جہانوں کی سیر فرمائی

تحت میں اور حلقے یعنی دوسرے خاندان مثل درہانی حلقوں کے غے خاندان غلب ہے آپ
 کے جہد بعید مگر بن الیاس کی والدہ کا یعنی ان کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور
 دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت نقلی جیسے بہادر میں اور یہی چائی اور بیچے کے درہانی
 ذریعہ میں ہوتی ہے اور نقلی یعنی اومساطر کی تفسیر سے اشارہ اس طرف ہے کہ غیر اولاد
 خاندان کو ان سب کے ساتھ بالکل تشبیہ و رجاء کے ساتھ ہے اور آپ جب پیدا
 ہوئے تو زمین درخشش ہو گئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اس
 دنیا اور نور میں ہدایت کے راستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

عہدہ یا اشارہ بنا کر تقاضی صاحب پر لکھا ہے کہ "تاکہ جہ جہ میں سالیوں میں ہونا اور کشتی
 نوح میں اور نازل میں یہ سب نقلی دلائل جمالیہ ہے جیسے غیر عقیدین و (بہ) لکھتے ہیں جو فرقہ
 وجود کا وہ ہے کہ جو کہ یہ درجہ نور تمام اولاد و نور ہر اسم علیہ السلام میں شریک ہے پھر آپ کی
 تخصیص کیا ہوئی اور مقام مدح متعلق ہے ایک گونہ اختصار کو ہیں یہ تقریر علیہ ہے کہ
 وجود کا اور ان کے وجود سے کچھ متاثر نہ تھا مثلاً یہ کہ جس نے ہادی کے ساتھ علاوہ تعلق روح
 آہستہ آہستہ آپ کی روح کو کوئی خاص تعلق جو یہ تقریر عقابہ ہے اور تنقیہ تقریر طرد اشعار
 میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوزش سے محفوظ رہنا سبب بتایا گیا ہے۔ آپ کے درود
 فرمانے سے سوا اگر اس جزو مادے کے ساتھ آپ کی روح کا کوئی تعلق تھا تو ان تعلق کا
 تو اس جہز کی وارد فی النار ہونے کے کیا مئے کیونکہ درود کے مئے متعلق ہیں وارد
 کے خارج ہونے کو اور جس نے داخل کیا جاتا ہے وارد اور روح کا جو یہ ترکیب من
 الذی داخلہ خارج ہو گا پس اس تقریر پر ان اشعار سے لطواریت آپ کے نور مبارک کے
 لئے ثابت ہو گئے اور یہی مدعا ہے اس فصل کا اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس اشعار پر سکوت فرمایا اس لئے حدیث تقریری سے ان مضامین کا بھی اور جہت ہونا ثابت

بارہ ربیع الاول کے دن جلوس کا ثبوت

خطبہ

الحمد لله الذي فضل سيد العالمين وجعله لتبليغنا الدين
الخطائين المالكين والصلوة والسلام على خير الانبياء
على آله واصحابه اجمعين . اما بعد

وجہ تالیف

فقیر الواصلہ علیہ فیض اچھل اویسی غفرلہ ربہ کو اس سال ہول پور کے
جلوس میں شریک ہونے کا شرف ملا۔ بارہ ربیع الاول شریف کے
دن جلوس نکلتا بہترین مستحبات کیلئے ہے کیونکہ یہ دن مخالف کائنات غیر موجود
صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر سرور کا دن ہے اور جلوس میں اظہار مسرت و جوش و خروش
نعت نعت خزانہ اور نعت و کبیر و رسالت پکارتے ہوئے گلی کوچوں میں جھکر
لگاتے ہوئے آخر میں صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔ یہ امر مشروح نہیں نہ شرعاً
کوئی جرم ہے بلکہ تحقیقی نقطہ نگاہ اور شرعی اصول کے لحاظ سے مطلب امر ہے
جس کو فقیر آگے چل کر عرض کرے گا لیکن لوگوں نے اسے خواہ مخواہ ناجائز کہہ دیا۔
بلکہ قزم کے سانچے اسے مکمل مزاح بنا کر اپنے دل کے ارمان نکالے اور جبر سوسائٹی
اندھیہ کو یہ سمجھائے تقنین اخوت اسلامی اور سروت دین کے نامعلوم کیا گیا پروپیگنڈہ
فرمائے سچے مجھے چونکہ قلم گردانی کی عمر صد سے عادت ہے جہاں دقتیں سمجھتے ہوئے
چند اور ان اس شکر کی تحقیق میں لکھے اور نام اس کا تفسیل و تفسیر لکھیں

البرہۃ و تجویز خواہ اللہ تعالیٰ البقیل حبیب اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم و اولیاءہ اکرم اس کی تکمیل کی توفیق بخشے اور میرے لئے توشہ
دے (آمین)

مقدمہ

جلوس حرف اس عرض سے نکلا کہ اس روز اللہ تعالیٰ کے محبوب کائنات
صلى اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظہور پذیر ہوئے اور یہ نعت عظمیٰ حرف
جس نصیب ہوئی ہم اپنی اس سعادت پہ جتنا ناز کریں بجا ہے حمد و ثناء
و ادائیگی شکر کی بنا پر عالم دنیا کو دکھانا ہے کہ اس نعت کے حصول پر ہم اتنا
خوش ہیں کہ جس کا نظام رو ہو رہا ہے یہ لعل مستحب و مستحسن ہے بعض لوگ ہم پر
ہمدردیل قرآن و حدیث کی قلب کرتے ہیں یہ ان کی حماقت ہے یا کمزوری جو روز
مستحبات کے لئے آیات و احادیث کی تفریح و تفریح ضروری نہیں بلکہ ان کے لئے
اقتضات و کنایات کافی ہوتے ہیں بلکہ حرف حبیب اکرم کی رائے کرامی سے بھی
استغناء ثابت ہو سکتا ہے چنانچہ فقہاء و حضرات نے مستحب کی تعریف میں لکھا
ہے۔ هو ما فعله النبي صلى الله عليه وسلم من حق و ثواب و خیر
و ما احبه السلف۔ (درختار و غیرہ) یعنی مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑا ہو اور جس کو سلف نے دوست
رکھا ہو۔ اور سلف کی تعریف میں میر سید شریف نے فرمایا ہے السلف
ای الصحابة و التابعین و اصحاب المذہب الابرار البیہت
والاصالحون مرضی اللہ تعالیٰ عنہم (شرح المکیدانی)
یعنی سلف سے صحابہ و تابعین اور چار مذہبوں کے ائمہ اور صالحین امت مراد

میں اور اس قول کی تائید حدیث سے ہوئی ہے مآراء المؤمنون حسنات لہم
عند اللہ حسنہ (مشکوۃ شریف) یعنی میں امر کو مؤمنین اچھا جائیں وہ اللہ تعالیٰ کے
نزدیک بھی احسن ہوتا ہے۔

فقیر انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر ثابت کرے گا کہ جس طرح ہم نے جس کمال حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی کسری کا تاج و تکلن حضرت عمر کو پہنانے پر جو کس
انکال تھا اور بعض لوگ اسے بدعت سے تعبیر کرتے ہیں اس کا بھی ازالہ لازم ہے۔

بحث بدعت

لغت میں بدعت لڑا بجا اور کہتے ہیں۔ منہ لڑا و جل بدیع السموات
و الارض ہے۔ " مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرِّسَالِ " اور اصناف شرع میں البدعة
فی الشریعہ قالہ کلین فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(کذا فی الترمذی شرح مشکوٰۃ المصابی تاری) یہ دو قسم ہے (۱) مبیحہ (۲) مسمیہ
متعلق حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احدث شئاً فہو باہذا
ما لیس منہ فہو سرائر۔ اصرافہذا اسے مراد مسائل احکام اور مابین منہ
سے مراد وہ عمل ہے کہ جو کہ اصول شرع کے بائیل خلاف ہو جیسا کہ بحسب الرائیں میں
ہے " البدعة ما احدث علی خلاف الحق المتعلق عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من علما و عمل او حال بنوع شکیہ و استخسان
و جعل و بدیاق و یما و صراط مستقیم " اسی بدعت کے متعلق فرمایا کل بدعة
ضلالة یہ کل مخصوص منہ البعض ہے جبکہ تدویر کل شیئ اور او تبت
من کل قبیح میں کل مخصوص منہ البعض ہے۔ (۲) احسنہ (۳) اسی کے متعلق
امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ حاشیہ ابن ماجہ میں فرماتے ہیں و ما احدث من

ما احدث من غیر ما احدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ما احدث من
ما احدث من غیر ما احدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی چند مثالیں نوٹ کیجئے
۱۔ بدعت منہ (۱) بدعت کے ساتھ اور کرنے کا امر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جاری کیا
۲۔ بدعت لیلۃ کھلا کا یہ کہیں اچھی بدعت ہے (۲) علم مرت و نحو وغیرہ کا
۳۔ اسے تو علما و کرام بدعت و اجہ سے تعبیر کرتے ہیں و ۳ حفظ طراب
۴۔ بدعت السنۃ (۴) اصول فقہ کی تدوین و ۵۔ احداث رباطات و ۶۔ مدارس
۷۔ امیرانہ و نماز میں و غیرہ کے بعد مصافحہ کرنا و ۸۔ کھانے پینے، ٹھہرنے،
کھانے میں توسعات و ۹۔ قرآن مجید کے احزاب لگانا و ترمیم پاروں پر تقسیم
کرنا وغیرہ وغیرہ اب بتائیے ان افعال پر کون ہے جو بدعت کے فتوے لگائے
اب اگر نہ حال کے لوگوں کا جھگڑا ہے تو ان افعال میں سے جن میں قادموں میں
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے حالانکہ ایسے جدید امور کہ جن سے
اسلام کو فائدہ ہو اس پر حضور علیہ السلام نے یوں ارشاد فرمایا ہے من سنن سننہ
حسنہ۔ بدعت کے متعلق فقیر نے رسالہ العصۃ عن البدعة میں تفصیل سے
لکھ کر ہے۔ قابل مطالعہ کتاب ہے۔

باب اول

(حصول نعت پر ایٹیکگی شک)

اسلامی روایات شاہد ہیں کہ جب کسی قوم کو کوئی نعت ملی تو اس کی ادائیگی
شکرانہ پر لازم رہی اور وہ اس کی اثرات میں اولین اولت میں ادائیگی کرتے رہے
ان میں سے بعض پر ہم بھی عامل ہیں جیسے عاشورا کا روز و غیرہ اس کے متعلق شرعاً
میں چند نشو و نما بدعت ہیں۔

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱

اس کے تحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں
 مرد و لوگ اہل اسلام کی طرح التورہ کے دن اپنی عبادت کا وہ ہیں جہاں عبادت کر رہے اور
 اسی روز تعطیل اپنی نعمت کے حصول کو شکرانہ کا دن مناتے تھے ۔

اس آیت اور امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کے قول سے ثابت ہوا کہ حصول نعت کے دن کو حقیقتہ کے لئے عید بنانا شرعاً اسلام سے پہلے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے یہ دن نہایت معظم سمجھا جاتا ہے اور اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ اس روز کی عظمت صرف اس وجہ سے غنی کہ ان کو اس دن نعت نصیب ہوئی اور امت محمدیہ غنی صا جہا انصلو و المسلما کو جو نعت ملی اس کی ادائیگی ان کے لئے وہ جتنا ہی لازم کرے گا۔ اور جس امر کو آیت مذکورہ میں علت بنایا گیا ہے وہ یہاں بھی موجود ہے یعنی حصول نعت اور پھر اسے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید بنانا ہمارے مقصود کی تائید ہے۔

(۲) جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منیہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورا کے دن روزہ رکھنے دیکھ کر ان سے پوچھا کہ تم اس روز کیوں روزہ رکھتے ہو تو انہوں نے کہا "ہذا یومہ عظیم اے اللہ فیہ موسیٰ وقومہ وغرق فرعون وقومہ نصارہ موسیٰ شکرا فتحہ لقومہ دیہبت مجاؤں ہے اس لئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ

اور کہتے ہوئے روزہ رکھا ہم بھی ان کی اقتدا کرتے ہوئے روزہ رکھا۔ اس کے بعد آپ نے قرآن پڑھنا اور اولیٰ جہنم کی عذبات سے نصیحت فرمائی۔ پھر آپ نے روزہ رکھنا اور امت کو روزہ کا حکم دیا۔ یہ شریف بخاری و مسلم میں ہے۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم فی حیاء التطوع ضمیمہ)

فرعون کو مرقع ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات ملے کتنا طویل وقت
لگا رہا لیکن اہل اسلام ان کی اس نعت پر تماشور مسکرا نہ سکتے ہیں ،
یونکہ عاشوراء کا روزہ رکھنا چارے نئے مستقبل ہے وہ صرف اس نعت کی
اد کو تازہ کرنے کی بنا پر ہے ۔

۳۰، بلکہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فضل اپنے ظہور اقدس کے لئے نعمت جتنا کر نعمت کی ادائیگی شکر کا عمل واجب فرمایا چنانچہ آپ سے جب پوچھا گیا کہ آپ پیار کے دن کے روزے کا التزام کیوں فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا :
وَاللَّهِ يَوْمَ وُلِدْتُ فِيهِ ، يَوْمَهِ مَبَارَكٍ دُنِيَ عَنْهُ اس روز میری ولادت
سعادت ہوئی ۔

اس مختصر گزارش سے ثابت ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ایک بہت بڑی نعمت ہے (جسے آج کل کہتے مختصر گزارش کریں گا) تو وہ نعمت عظمیٰ کی شکر گزاری کے لیے ہمیں انعام و مسرت لازمی ہے جیسا کہ مذکورہ شہین نعمتوں کے حصول پر انعام و مسرت کرتے ہیں۔

۱۴، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک یہودی نے کہا یا ابوبکرؓ تو جہنم
یہی کہ کہہ فقہر اؤ لہذا لعینہ اللعین الیہود خواتم نہ خلقیہا الالہ

الیوم صبیحاً۔ اسے امیر المؤمنین تمہارے قرآن میں ایک ایسی آیت ہے اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو یوم عید قرار دیتے آپ نے جو اہل فریاد و گنتی آیت ہے اس نے کہا الیوم اکملت لکم دینکم و اقممت امام آپ نے فرمایا جس دن یہ آیت نازل ہوئی ہماری دو عیدیں تھیں: یوم عرقہ اور یوم جمعہ۔ (بخاری و مسلم لمخفاً)

آیت ہذا ایک نعمت عظمیٰ ہے جسے یہود نے رشک کرتے ہوئے نادانانہ عظیم رضی اللہ عنہ کو طعناً سوال کیا لیکن خلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ نے مخالفت کو بھی سہکت کر دیا اور زمانہ حال کا مسئلہ بھی حل کر دیا کہ جس روز کوئی نعمت ملے وہ ہمارے لئے عید کا دن ہے اور شکر اٹھائی کی بجائے اور یہی کار و زنجبیا کہ صاحب روح البیان ص ۲۸۷ اسی آیت کے تحت شان نزول نقل کر کے لکھتے ہیں۔

اقتدار علی ان ذلک الیوم کان حید المنا یعنی حضرت عمرؓ نے یہ مسلمانوں سمجھا یا کہ یہ دن ہمارے لئے عید کا روز ہے۔ اور بتائیے کہ حضرت عمرؓ نے یہود کے سوال کو کس طرح رد فرمایا اور وہ جواب المسئلت کے لئے کس طرح مؤید ہے۔

حضور علیہ السلام سرایا نعمت میں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہیں کہ جن کو خود خالق کائنات نے مجید نعمت بتایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں جاسیما اس امر کی تصریح موجود ہے۔

۱۷۔ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعَلَّةً لِقَوْمٍ يُعِينُونَ

۱۸۔ اِنَّا جَعَلْنَاكَ

آیت ہذا میں آپ کی بعثت پر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان عظیم جملہ رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نعمت پر اپنا احسان نہیں جملایا اس سے ثابت ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی سب نعمتوں سے مزی نعمت بلکہ ہر نعمت کے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

(۲۱)۔ اَلَّذِينَ يَبْكُونَ وَنُفَعَهُ اللَّهُ كِفْلًا ۝ دلوگ کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کر کے تبدیل کر دیا الا ۱۰ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم و ائلو کفار قریش و جملہ نفع اللہ تعالیٰ۔ (رواہ البخاری) اللہ کی قسم الذین سے کفار اور نعمۃ اللہ سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

(۳۲)۔ یحسون نعمۃ اللہ ثم یشکرونها۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جاننے پہنچانے کے باوجود شکر ہو جاتے ہیں۔ حضرت زباجی اور سدی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمۃ اللہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں یعنی کفار آپ کے معجزات دیکھ کر آپ کو نبی مانتے ہیں۔ پھر غنائ الکفار کرتے ہیں۔

(۴۲)۔ اِنَّا نَعُدُّ وَنُفَعُهُ اللَّهُ لَا تَحْصَاهَا۔ حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمۃ اللہ سے مراد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ نعمت عظمیٰ ہیں اس لئے کہ آپ رحمتہ للعالمین ہیں اور آپ کے سبب سے جو منافع و فوائد حاصل ہوئے وہ شمار سے باہر ہیں۔

(۵۱)۔ آپ کے اسماء گرامی سے ایک اسم مقدس نعمت اللہ ہی ہے کذا فی کتب السیر خصوصاً مدارج النبوت و ذرقاتی و وہاب للمنیہ و ذوالکلی

الغیرات و مطاع المسرات وغیرہا۔ اور آپ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق نعمت عظمیٰ ہونے کا انکار کسی کو نہیں کیونکہ آپ ہی کا تو صدقہ ہے کہ ہمیں دولت اسلام اور جمیع برکات ربانیہ نصیب ہوئے۔

نعمت کے حصول پر ادائیگی شکر لازم ہے۔

(۱) وَأَشْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ الَّتِي كُنْتُمْ عَلَيْهَا لَئِنْ كُنْتُمْ شَاكِرِينَ لَّيْسَ مِنْكُمْ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ
آیت ہذا میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت ملنے پر شکر گزاری کا حکم دے رہا ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ رب سے بڑی نعمت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہے اس حکم کے مطابق اسی نعمت کا شکر یہ بجالانا اور اس پر اظہار مسرت وغیرہ اہل ایمان کے لئے لازم ہے۔

(۲) لَوْ شِئْنَا لَمُكَدِّمُوا لَكُمْ نِعْمَتَنَا عَذَابًا لَّنَزَلْنَا
اس میں بھی نعمت پر لشکر گزاری پر ترغیب ہے ورنہ عذاب نازل دیکر وعید۔

وصل

ابنی نعمت عظمیٰ کے شکر کی ادائیگی کسی ایک گوشہ میں بیٹھ کر نہ کرنی چاہئے بلکہ ہر چے سے تاکہ نعمت کی عظمت کا پرچار ہو جیسا کہ قرآنی آیات شائد میں۔

(۱) وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ اللَّهُ تَعَالَىٰ كِي نِعْمَتُكَ لَا تَأْخُذُ
یہ یاد کرو۔

اس آیت میں نعمت اللہ کا ذکر ایک دوسرے کے ساتھ مل کر

کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ دیگر غافل بندے بھی اس میں شرکت کر سکیں۔
جس میں کیسا سہانا سماں بندہ جانتا ہے کہ جس گلی سے جلوس گزرتا ہے۔

باری تعالیٰ کی قدرت کا ایک عظیم الشان مظاہرہ ہو جاتا ہے۔

(۲) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۚ ۝ ہر حال اللہ تعالیٰ کی نعمت زیادہ سے زیادہ بیان کرو۔

دیکھئے اس آیت میں نعمت ربانی کا ذکر کیسے کئے الفاظ میں بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ تحدیث سے تعبیر کیا گیا۔ جیسے کوئی بات کسی دوسرے کو ذکر کرنے کے معنی میں آتا ہے یعنی حرف گزروں میں پیش کر کے نہ ہلانتے رہو بلکہ کھلے میدانوں میں نعمت ربانی کا مظاہرہ کرو تاکہ شکرین اسلام کو بانی احکام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت معلوم ہو۔

(۳) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كُلِّ مَخْلُوقٍ ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كُلِّ مَخْلُوقٍ ۚ
معاذ اللہ الخیر نعمت آیت دَامَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۚ

یعنی اللہ کی نعمت کا تذکرہ لشکر ہے اور اس کا ترک کفران نعمت، اس حدیث سے اظہار مسرت بر نعمت کا طریقہ بتایا گیا کہ نعمت کو کھلے لفظوں میں بیان کرو اگر اسے ترک کر دیا گیا تو نہ شکر ہے سمجھے جاؤ گے بارہویں کے جلوس میں امتی اپنے خلوص کا ثبوت ہر طرح سے پیش کرتا ہے کہ زبان سے ملو و سلام مال سے خوش لباس پہن کر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی سواری پر سوار ہو کر لوگوں کو نعمتوں کے عطیے کا مظاہرہ کر رہا ہے لیکن وہ ناشکر جو اس دن گھر میں بیٹھ کر نیوری منہ میں لگا کر ہوئے اللہ ایسے روز کے متعلق کچھ سے کچھ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی نصیب فرما کے (آمین)

جوئی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ قیامت تک منتقل ہوگی۔

چنانچہ قرآن علامہ غفرہ جوں۔

۱۱ حضرت عباسؓ اسما عیسیٰ حق حقی لغیر روح البیان آیت محمد رسول اللہ کے تحت لکھتے ہیں کہ

وَمَنْ تَعْلِيْمُهُ عَلَى الْعَوْلَادِ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَشْكُورٌ قَالَ الْأَسَافُ السَّيَاحِيُّ قَدْ مَسَّيْتُ لَا يَسْتَقْبِلُنَا أَهْلُهَا مِمَّنْ أَشْكُو لَعَوْلَادِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (روح البیان ص ۳۳۳)

پھر فرماتے ہیں۔

وَقَدْ اسْتَفْرَجَ لَمْ يَخْلُفْ مِنْ حُجْرٍ صَدْرًا مِنَ السَّنَةِ وَكَانَ يَحْفَظُ السَّيَاحِيُّ وَرَدَّ عَلَى أَهْلِهَا فِي قَوْلِهِ إِنَّ عَلَى الْعَوْلَادِ بَعْدَهُ مِنْ مَوْتِهِ۔

(روح البیان ص ۳۳۳)

۲۳ امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات شریف میں میلاد شریف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

لَمْ يَزَلْ يَرَى فِي عَيْنَيْهِ حُجْرَةً وَرَدَّ صَدْرًا وَمَنْقِبَتِ خِرَانِ جِهَةِ مَقَرَّةٍ عَقْدَ اسْتِ

کہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن تعظیم کے تحت شریف۔ و رفتہ کن بیان کرتے ہیں کیا معنی لکھتے ہیں۔

۲۴ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی سخطہ میں میلاد شریف کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مبارک میں اتفاقاً اس وقت لوگ آپ پروردگار شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھے۔

پس میں نے مائل کیا حضور ہوا کہ یہ انوار ان سالک کے ہیں جو ایسی مجلس اور شہد پر توجہ و مقرر ہوئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملا کہ اور انوار رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

فَمَا مَلَّتْ تِلْكَ الْأَنْوَارُ فَوَجَدَتْهَا مِنْ قَبْلِكَ الْمَلَائِكَةُ الْحَقِيقِينَ بِأَمْثَالِ هَذِهِ الْمَشَاهِدِ وَالْمُتَنَانِ هَلْكَ الْأَجْنَانِ وَمِنْ آيَاتِ مَجْلَظَةِ الْأَنْوَارِ الْمَلَائِكَةُ الْوَسْطَى الرَّحِمَةِ (فیروز اکبرین مشق)

اور یہی شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

میرے والد سے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد کے دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال میرے بچے برسے جنہوں کے کچھ مہینے نہ آیا تو وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ بچے ہوئے تھے جنہ آپ کے لہو پر برسے ہیں اور آپ بہت ہی مسرور و خوش ہیں۔

اخبرونی سیدی الوالد قال كُنْتُ اصْنَعُ فِي أَيَّامِ مَوْلِدِهَا مَائِدَةً بِالْبَقْلِ صَالِحِيَّةٍ وَاسْلَمَ فَتَهْنِئَةٍ لِي سَنَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بَشِيرٍ اصْنَعُ بِهِ طَعَامًا نَلْمُ الْجِدَّ الْأَحْمَضَ مُتَقَلِّبًا فَتَسْتَعْتَبُ مِنْ اللَّهِ فِي خَوَائِيقِهِ صَالِحِيَّةٍ وَاسْلَمَ بَعْدَ ذَلِكَ هَذَا الْكَلِمَةُ مُتَبَلِّغًا بِشَايَا۔

دولت اللہین

۴۴) ہر سال ہر مہینہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ فقیر کے مکان پر سال میں دو مجلسیں ایک ذکر و ثنات، دوسری ذکر شہادت حسین بن علیؑ میں سینکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ دور و شریف و قرآن شریف پڑھا جاتا ہے۔ وعظ ہوتا ہے پھر سلام پڑھا جاتا ہے بعد ازاں کھائے پر ختم شریف پڑھ کر کھانے کو کھلایا جاتا ہے و غلط ہوتا ہے پھر سلام پڑھا جاتا ہے۔ مگر یہ سب باتیں فقیر کے نزدیک نا جائز ہیں تو فقیر کسی نہ کرتا (فتاویٰ عزیزیہ)

۴۵) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد میں شریک ہونا چاہیے بلکہ ذبیحہ برکت سمجھی کر میلاد منظر کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں (فیصلہ سبقت ملکہ)

۴۶) مولوی رشید احمد گنگوہی کے استاد شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی فرماتے ہیں

و حق آنت کہ نفس ذکر و ثنات آغخت

مگر ہے میں اور ناختم پڑھ کر آپ کا درجہ بڑھ

حکمران کو تو اب پہنچا ہے میں اور میں شریف

کی طرح کرتے ہیں یہ ان کا کہل سعادت ہے

۴۷) بیچ الاولین نام الطرب کے بڑے

بڑے شہروں میں چلیں مٹلیں کرتے ہیں

اور دل لگا کر سیلا پڑھتے ہیں اور ان

پر ہر طرح کا فضل عظیم ملتا ہوتا ہے

۴۸) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

صل اللہ علیہ وسلم و سرورہ و خیرہ و منہ و عیالہ

نواب بروج پر خروج سید الشہیدین از کمال

سعادت انسان است و شفاء اس کی

۴۹) تہذیب ذال اہل الاسلام

فی سائر الاقطار و الامدان الکبار

یتفقون فی شہادۃ مولدہ و ولادتہ

بقراۃ مولدہ انکو لیم و یظہر

علیہم من برکاتہ علی منین عظیم

(جلو) علی قاری - قسطلانی

۴۹) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

۴۹) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

۴۹) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

۴۹) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

۴۹) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

اپنے رسالہ مورد الروی میں لکھتے ہیں کہ: "حربین شریفین زادھا اللہ نورا و تعینا اور ملک مصر و اندلس اور ممالک مغربی اور ملک روم اور عجم و ہندوستان و غیرہ میں کمال اہتمام اور احتشام سے یہ محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔"

۹۔ اسی طرح امام سخاوی لکھتے ہیں: "تہذیب ذال اہل الاسلام"

الکبار یعلمون ان مولد کنانی امواہب اللہ بنہ

۱۰۔ اسی طرح امام ابن الجوزی نے فرمایا ذال اہل الاسلام یفعلون

للمولد کا التعلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کن اقل التسلط فی شراح

البخاری - ۱

لفظ ذال اہل الاسلام، جماع است کی رہبری کرتا ہے اور پھر

استقرار پر بھی دلالت کرتا ہے۔

عقلی دلیل

عقل کا تقاضا بھی ہے کہ یہ تقریب شان و شوکت سے منائی جا کے اسلئے

کہ دنیا کے تمام مذاہب میں مختلف تقریبیں منانے کا طریقہ عہد قدیم سے

چلا آتا ہے ہر قوم و ملت کے افراد اپنی تقاریب کو نہایت خوشی اور مسرت سے

مناتے ہیں تقاریب کو اجتماعی اور قومی حیثیت سے خاص اہمیت حاصل ہے

خصوصاً مذہب اسلام میں جو تقاریب ہیں ہر حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتی

ہیں۔ مگر یہ تقاریب محض رسوم و رواج یا لہو و لعب کے لئے نہیں مقرر

کی گئی ہیں بلکہ ان میں مافی کے نہایت مست حوادث اور اکابر کے عظیم الشان

کارنامے پنہاں ہیں ان تقاریب کی تمام رکھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ جن بیکراہ

ہستیوں نے اس دنیا میں تشریف لاکر علم و ستم کو مٹا کر عدل و انصاف قائم کیا

۴۹) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

۴۹) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

۴۹) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

۴۹) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

۴۹) بلکہ ملا علی قاری نے تو کلی مکوں میں میلاد کا پڑھا جانا ثابت کیا چنانچہ

اور بعد کی راہ میں بے مثال قربانیاں دیکھ کر اپنے اعمال و کردار کا بیزین نمونہ پیش کیا جو حق و صداقت کے پرچم ہند کر کے میدانِ عمل میں آئے اور اگر در باب باطل کو حدیثِ ہمیشہ کے لئے نمائندہ بنا دیا تو کوئی مانا کی یاد کو ہمیشہ باقی رکھا جائے تاکہ ان کی یاد کے ساتھ ساتھ ان کے اعمالِ حسنہ اور ان کے عظیم الشان کارناموں کی یاد تازہ ہو رہی رہے، اور ایسی قوم کے عمل میں ترقی و جذبات میں فرحت، مصلحت میں وسعت خیالات میں رفعت چھپا ہو، اور مسلمان پھر اپنی کھوئی ہوئی عظمت کے حاصل کرنے کے لئے تیار و مستعد ہو جائیں اور اپنے اخلاق و کردار کو اپنے اصلاحات کے سانچے میں ڈھال سکیں۔

گو یا یہ محفل میل و بہترین عمل و اعلیٰ آلہ برکات و فیوضات ہے اس کی پوری تحقیق و تفصیل "انوارِ ساطعہ" میں ہے۔

(سوال) کہاں محفل میلاد اور کہاں نبوتِ جلوس، یہ حضرات تو میلاد کی محفلیں کرتے ہوں گے۔ لیکن جلوس کے متعلق کوئی جغرافی نہیں ملتی۔ (جواب) اس کے متعلق مفصل گفتگو باب سوم میں آئے گی انشاء اللہ، سر دست آتا تو یاد رکھنا لازمی ہے کہ یہ حضرات بارہویں کے دن ایک خصوصی اہمیت سے محفلیں بناتے اور اس کو موردِ برکات و تجلیاتِ ربانی سمجھتے ہیں پھر طرزِ جلوس خود بھی آجائے گا کیونکہ جلوس بھی محفلِ میلاد کی ایک نوعیت کا نام ہے

فصل دوم

جلوس سے شانِ رسالت کا اعلا، اور ذکرِ نبوی کا پرچار مقصود ہوتا ہے جس پر شہر کے مختلف محلوں اور انجمنوں اور دیہات و تقیبات کے تمام لوگ اپنے اپنے جھنڈے بنا کر لگی کر جیں، جن مطواعت و سلام و نعت خوانی و قصائد

چیدہ پڑھتے ہوئے گزرتے ہیں جو کہ اسلامی شعار کے مطابق ہے جس میں کسی قسم کا حسرت نہیں جس کی نظیریں باہرین فنِ حدیث سے خفی نہیں۔ صرت ایک فیظ ذکر کرنا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر ارمغانِ شہدہ کو دس ہزار آراستہ فوج لے کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے۔ قدید میں ہر ایک قبیلہ کو علیحدہ علیحدہ جھنڈے دیئے گئے فوج کا اخیر پٹاؤ ہر انظران تھا۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تمام فوج نے الگ الگ آگ روشن کی اہل مکہ نے شہس حال کے لئے حضرت ابو سفیان و عیزہ کو بھیجا۔ ابو سفیان کو فوجی دستہ سے پکڑ کر سردارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچایا۔ اس وقت حضرت ابو سفیان مسلمان ہو گئے اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے گئے آنحضرت عباس سے فرمایا کہ ابو سفیان کو پیادگی چوٹی پر لے جا کر کھڑا کر دو تاکہ افواجِ الہی کا نظارہ اٹھائے آنکھوں سے دیکھ لیں تو اہل عرب کی فوجیں ابو سفیان کے سامنے سے گزرتی گئیں، پہلے عفار، پھر حبشہ، پھر سعد بن نبیل پھر سلیم و عیزہ فخریہ بنید کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے گزرے۔ یہ طویل حدیث ہے جو بخاری شریف میں خزوق الفتح میں مذکور ہے ہم نے بقدر ضرورت نقل کیا ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرت اسلام کی شان و شوکت بلند کرنے کی خاطر جھنڈے علیحدہ علیحدہ کرائے اور کپڑا یا کہ سر پر قبیلہ بنا اپنا جھنڈا لے کر لپٹی، علیحدہ گزرے تاکہ ابو سفیان و دیگر اہل مکہ کو اسلام کی شان معلوم ہو۔ حدیث شریف میں طرزِ جلوس مذکور ہے کہ اہل اور اس کی عرض دعا بیت اور ولایت بھی خود سرکار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فرما دی، اب ہمارا جلوس

حدیث و علیحدہ علیحدہ جھنڈے اور ان کے کپڑے اور سر پر قبیلہ بنا اپنا جھنڈا لے کر لپٹی، علیحدہ گزرے تاکہ ابو سفیان و دیگر اہل مکہ کو اسلام کی شان معلوم ہو۔ حدیث شریف میں طرزِ جلوس مذکور ہے کہ اہل اور اس کی عرض دعا بیت اور ولایت بھی خود سرکار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فرما دی، اب ہمارا جلوس

نکالنا بھی اسی غرض پر موقوف ہے اس وقت اسلام بالکل کس مہر سی کے عالم میں ہے اس کی بقا نشان و نشوونما بڑھائی جائے اور جس طرح بڑھائی جائے جائے حضرت عمرؓ نے جلوس نکالا۔

جب ملک ایران فتح ہوا تو مسجد نبویؐ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کو تقسیم کرنا شروع فرمایا تو سراقہ کو بلوایا گیا۔ جب حدیث سراقہؓ نے لائے تو حضرت عمرؓ نے انہیں کساری کے کلنگن اور اس کا تان پہنا کر فرمایا انھوں اللہ الذی سلب لھما من کسری و اللسہما سراقۃ چمن کر جٹکی آدمی و حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیجئے۔

مذکورہ بالا کلمات کہہ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور لوگوں نے بھی آپ کا ساتھ دیا اور مسجد نبویؐ نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی۔

پھر حضرت عمرؓ نے حضرت سراقہ کو گھوڑے پر سوار کر کے جلوس نکالا آگے آگے سراقہ پیچھے پیچھے حضرت عمرؓ اور دوسرے جلیل القدر صحابہ کو امام علیہم السلام مدینہ منورہ کی گلیوں میں چکر لگاتے ہوئے مسجد نبویؐ میں واپس پہنچے، سارا مدینہ طیبہ اس وقت نعرۂ تکبیر کی مہارنگ آوازوں سے گونج رہا تھا۔ (مسند روزہ الشیخ ۱۶ جنوری ۱۳۳۵ھ)

مذکورہ بالا حوالہ پڑھئے اور بار بار پڑھئے۔ یہ کون ہیں جلوس نکالنے والے یہ ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کی ذات اقدس پر اسلام کو ناز ہے اور جلوس بھی کس لئے نکالا جا رہا ہے۔ ایران کے حصول اور مجروحہ نبویؐ کے

پیر۔ اور اگر ہم خود بھی پاک مشہ نوادہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے طور اقدس کے لئے جلوس نکالیں تو ہم بدعتی، اب ذرا یہی فتویٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر لٹکا کے دیکھئے تو مزہ آجائے

جواب

بتاؤ تم نے کون سے نیک عمل پر بدعت کا فتویٰ نہیں لگایا یہ تمہاری بہت پرانی عادت ہے اور ہم بھی مخفی وائع جوئے ہیں، ہم نہیں جواب تو دے دیتے میں پھر نہ ماننے کا عرض بھی تمہیں بدعت پر ناست اور یہ عرض لا ملازم ہے۔ ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ جلوس سے مقصود صرف اس کیریم کی تشریف آوری جیسی نعمت کا پرچار اور اظہار مسرت ہے اور بس۔ پھر آپ نے بار بار اپنی تشریف آوری کی مسرت کا اظہار فرمایا یہاں تک کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اپنی تشریف سنانے کے لئے منبر بچھا دیئے اور اللہ علیہ السلام بروح القدس کے پیارے کلمات سے نوازا۔ اور یہی حالت صحابہ کرام کی رہی سلف صالحین بھی اپنے اپنے زمانہ میں بزم میلاد منفقہ کرنے رہے، علامہ ازہری بار بار کہا کہ جلوس مقبہ فعل ہے اور اس کے ثبوت کیلئے اشکا کافی ہے۔ کوئی یہ فتویٰ اور وجہ تھوڑا ہے کہ اسے صحابہ کرام سہا لائے ان کو انفس الاعمال جہاد سے وقت بھی نہ ملتا تھا اگر آج ہمیں بھی جہاد نصیب ہو جائے تو ہم جہاد کی زندگی گزاریں گے جو کس کا وقت نہ لے گا تو جہاد کی زندگی بسر کرنے کو غنیمت سمجھیں گے۔

سوال:

جلوس صحابہ کرام کو اس عمل کا وقت نہ مل سکا آپ سلف صالحین

کو نئے جہاد میں مصروف رہے کہ انہوں نے یہ عمل نہ کیا۔

جواب :-

بات تو چپے کی ہے واقعی سلف صالحین نے یہ عمل نہیں کیا لیکن تم بھی بڑے استاد و واقع ہوئے ہو کہ ہر سوال کو سطحی طور پر پیش کرتے ہو اس کی حقیقت کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہو تمہیں معلوم نہیں کہ زمانہ کے بدلنے سے مسائل بھی بدلتے چلتے ہیں لیکن یہ ضروری ہوتا ہے کہ نئے کی اصالت ضرور مد نظر رہے بلکہ بہت سے مسائل زمانہ سابق میں ناجائز ہوتے ہیں لیکن زمانہ کی ضرورت کی بناء پر جائز ہو جاتے ہیں مثلاً اس زمانہ میں مساجد میں عمدہ فرشیں اور دریاں وغیرہ بچھنا افضل سمجھا جاتا ہے لیکن سلف صالحین ایسی بات کو بالکل مذموم سمجھتے ہیں یہاں تک فقہاء کرام سے بولا گیا تو ہیں پر بلا حائل نماز پڑھنا افضل ہے۔ (روح البیان جلد ثانی)

اسی طرح آج کل مساجد کو رنگ و روغن و نقش کرنا افضل سمجھا جاتا ہے لیکن پہلے زمانہ میں اس کی حالت تھی اسی طرح مساجد کی محرابیں بھی چیسر و نقرون کے زمانہ اندر میں نہ تھیں بلکہ بنوا مہ کے دور میں شروع ہوئیں تھیں فقیرانہ۔ حقیقتہً اگر یہ فی ثبوت ہذا الحجاب میں دل نہیں سے ثابت کیا ہے زمانہ سابق میں درس و تدریس کا یہ طریقہ تھا کہ استاد چرھے اور شاگرد سننے

عہ کہ انال علیہ السلام ما اوصی فی تشیید المساجد قال بنی عباس
تخرج فنیما کما زخرفت الیما ووالنصارى کذا فی المسکوتہ بروایت
ابن داؤد۔

کہ امام بخاری و مسلم و دیگر صحاح ستہ میں لفظ تشریفات وغیرہ بتاتا ہے لیکن اب لکھتے ہیں اور اساتذہ کرام سنتے ہیں۔

زمانہ سابق میں درس و تدریس وغیرہ پر تنخواہ لینا حرام سمجھتے تھے آج کی تنخواہ کے بغیر کام نہیں چلتا۔

زمانہ سابق آئین تعلیم میں صرف دُخو وغیرہ کے حدود مقرر نہ تھے اور نہ ہی پہلے منطبق و عیشت و سہ سہ پڑھا جاتا تھا بلکہ صحابہ کرام کی جوتیوں کی خاک کو بھی فضول کی گرد نہ ہو چکی لیکن آج عقیدتِ علوم کے لئے یہ فنون ضروری ہیں۔

مخبر فرمائیے کہ کیسے کیسے امور سلف صالحین نے عمل میں نہ لائے لیکن ہم تم سے بدعتی ہیں کہ انہیں عمل میں لارہے ہیں جس پر کہنا پڑے گا کہ ان عوارض کی سلف اور ضرورت نہ پڑی اسی لئے وہ عمل نہ لاسکے اب ہمیں ان کی ضرورت ہے اگر عمل میں نہیں لائیں گے تو کام نہیں پتے گا۔

ہاں جلوس سے آپ کو انکار ہے تو صرف اس لئے کہ سلف صالحین نے نہیں کیا لیکن اس سے تو انکار نہیں کہ اس سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا ہوتا ہے تو پھر ہم کہیں گے کہ مقصد اعلیٰ کے شرافت نبوی ہے خواہ وہ جس طرح سے ہو چونکہ سلف صالحین کے زمانہ میں اس طریق کا دستور نہیں تھا اسی لئے انہوں نے عمل میں نہ لایا اور کسی مشوکہ کی اصالت بحال رکھ کر طریق بدلایا جائے تو کوئی حرج نہیں جیسے عمارت کی حیثیت کذا امیہ زمانہ خیر القرون میں نہیں تھی لیکن اصالت اپنی حقیقت پر ہے اور طریق بدل کر اب تعلیم کے کئی طریقے ایجاد کئے گئے ہیں۔ نیز ایک وجہ اور بھی ہے وہ یہ کہ وہ ہندی و بانی اپنے فن میں بڑے کاریگر ہیں وہ اس طرح کہ یہ ابتداء میں وہ مشغول رہے بلکہ اسے کینہا کے جنم سے مت بہت دیتے رہے۔ اس موضوع پر اسے بڑے ضروری مسائل

نواب کے گناہ ہوگا۔

جواب :
وہ کوئی تقریب نہیں جس میں معمولی کمزوری کیوں نہ آجائے۔ آج کل
مدارس کی حالت دیکھئے کہ اس میں بہت امور نامشروع و اذیت
ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مدارس کو مندرجہ بالا گناہ یا غیر مشروع امور
سرزد نہ ہوں، اگر ہمارے ملتان کے خلاف اور بے خبری میں کسی سے کوئی غلطی
ہو جائے تو اس کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی جبہ مقتدی کی غلطی کا نتیجہ
ام کو نہیں جھگڑنا پڑتا۔ ہم بھی جتنے الامکان کوشش کرتے ہیں تاکہ غیر مشروع
امور سرزد نہ ہوں۔ اگر تمہیں دین کا درد ہے تو جلوس میں شرکت فرما کر
ان غلطیوں کو زائل کریں۔

سوال :

اس میں امرات ہوتا ہے اور تفصیح اوقات بھی کہ لوگ بلا وجہ
زائد از ضرورت خسر چ کرتے ہیں اور تفصیح اوقات سوا۔

جواب :

سبحان اللہ اول کی پڑ اس نکالنے کا بھی کوئی طریقہ چلے ہے بہت
بڑا اندوس ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں مسلمان نذرانہ پیش
پیش کرے اور تم اسے امرات اور تفصیح اوقات سے تعبیر کرو، بھلا تمہارے
کہ جلسہ تبلیغ یا دیگر کافرنس میں آپ کی جماعت کتنا خسر چ کرتی ہے
اس کو آپ نواب اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں تبلیغ دین ہوگی اور میں

وکتہ میں چھاپیں جس میں زور لگایا گیا کہ میلاد کرنا حرام ہے گناہ ہے شیرینی پانا
حرام ہے وغیرہ وغیرہ چنانچہ "برائین حق طبع" از خلیل احمد انہ پیٹھوی و رسالہ
میلاد شریف از رشید احمد گنگوہی اس امر کا بین ثبوت ہے "یاد رکستوں نے
جب دیکھا کہ مسلمانوں کی اکثریت میلاد شریف کی مذمت فاکل ہے بلکہ شرعی عقیدت
سے چاہا میلاد شریف کی مجلس میں منع کرتے ہیں تو ان کے فتویٰ کی یہ پشت
ڈال دیتے اور ایسی مجلسوں میں شریک ہونے لگے بلکہ سلام و قیام میں بھی شرکت
کرتے لگے اس سے کچھ آگے قدم بڑھا کر جلسے بھی میلاد النبی کے نام پر منع کرنے
لگے لوگوں نے انہیں سنی حنفی سمجھنا شروع کر دیا چونکہ میری ہی حضرت ان کے
ان کے پرانے نباض میں انہوں نے کہا کہ اگر یہ بھی سنی حنفی میں تو جلوس میں شریک
ہو جائیں کیونکہ اس میں نشان رسالت کا پرچار ہوتا ہے لیکن اب اس سے انکار
جیسے پہلے نفس میلاد سے انکار تھی انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب وہ وقت آئیگا
کہ جلوس میں شرکت کریں گے جیسے کہ بعض ان کے سیاسی راہنما سیاست
کی وجہ سے شریک بھی ہو جائے ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ یہ لوگ اپنے مذہب و مسلک کے پابند نہیں یہ عرت ضرورت
و غیر یہ کے پابند ہیں پہلے میلاد شریف کرنا ان کے نزدیک گناہ تھا اب وہ
جائز ہو گیا سنیوں نے عوام کے سامنے وہابی و عیز وہابی کی پہچان کے لئے جلوس
کا عمل شروع کیا کہ حق و باطل کا امتیاز ہو۔

سوال :

جلوس میں غیر مشروع امور سرزد ہو جاتے ہیں لہذا اس سے بچانے

سے چاہیے ہوا اور اگر کے بڑے میلاد حق میں تعلیم الدین و تربیت خلیفہ جات مسجد النصار و قریب
اس سال کے عام میں ہمارے ساتھ جلوس بیچہ الاول کے افتتاح صدارت کا اور تقریب بھی فرمائی۔
اور میں بفضلہ

بھی اس کو ثواب اس لئے کہوں گا کہ اس میں محبت نبوی میں اضافہ ہو گا جو اصل دین ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدک وولدک وانا ساجد لہ (متفق علیہ)
(تو محمد) تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماں باپ، اولاد، اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔

فائدہ

اعمال کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے اور یہ بھی ہے کہ شاید یہاں وسیعہ کی صف میں نہ آجائیں لیکن محبت نبوی ایسا ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ احبہ (دہناری) قیامت میں ہر مرد اس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ اس کی محبت ہے بنا بریں حضور علیہ السلام کی محبت میں ان امور میں عمل سے اعمال ضائع ہونے کے بجائے برکت ہی برکت ہے، بانی رحمہ تعالیٰ اوقات کا سوال، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر محبت نبوی میں ایسا فعل تفسیح اور ان میں شامل ہے تو پھر دین کا کوئی عمل مفید نہیں کیونکہ ہر نبی علی صحت نبوی کے تعلق کی وجہ سے کیا جاتا ہے اگر اس تعلق سے بے تعلق ہو کر عمل کرتا ہے تو اس کا عمل اس کے منہ پر مارا جائے گا۔

سوال :

جہاں جہاں تم چکر لگاتے ہو وہ مقامات نجس ہوتے ہیں غلہ دار و درو
مسلم کہیں پاک جگہ پر ہونا چاہئے۔

سبحان اللہ! کیسے پاک فطرت ہیں آپ کیسے شیخ بخاری بن کر

جہاں شاندار مشورہ دے رہے ہیں، کیا جناب کو مسئلہ نہیں کہ زمین سورج کی گرمی سے پاک ہو جاتی ہے۔ منیہ سے لے کر شامی تک تمام فقہاء نے تصریح کی ہے، پھر جناب حکومت کی توجہ سے بے خبری کہ چنانچہ جلوس کا گذر ہوتا ہے جلوس سے پہلے وہ راستے ایسے صاف و شفاف نظر آتے ہیں کہ شیشہ کی کیا مجال حکومت رات و رات چھانڈو اور چکر کا د کا استعمال کر دیتی ہے۔ اور غلط فہمی بھی کیس کہ ہم صلوٰۃ دس بار پڑھنے والے جلیوں، کاروں، اور ناگوں پر اور گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اور وہ جگہیں ہمارے نزدیک نجس نہیں جناب کا دماغ نجس ہے۔

سوال :

تمہارے ہر سال جلوس نکالنے سے لوگ یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ شاید یہ فعل واجب ہے۔ اور کسی مستحب یا مباح امر کو ضروری سمجھنا گناہ عظیم ہے غلہ دار اس سے بچنا چاہئے۔

جواب :

اس دم کا ازالہ جناب جو دروازہ کرتے ہیں کہ جلوس نکالنا حرام ہے اب عوام کیسے اسے ضروری سمجھیں گے ہاں بہ تو ضروریوں میں اور تقریروں میں خلوت جلوت میں اپنے حلقہ احباب سے تلقین کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے بچھو فتعلانی ہمارے مینوں میں سے آج تک کسی ایک مسئلہ کو فرض یا ضروری کسی نے نہیں سمجھا یہاں تک کہ میاں و شریف اور عرس اور اس بری و رسوم دھماکے سالانہ ہر جگہ ہو کر آتے ہیں کسی ایک نے ان اعمال کو آج تک فرض یا ضروری

نہیں سمجھی البتہ آپ کو اس کی فکر ہے تو آپ اس کی تبلیغ کریں کہ یہ امر مستحب ہے حرام نہیں۔ جائز ہے گناہ نہیں۔

انتہی سوالات میرے قانون تک سننے میں آئے اگر میرے اس رسالہ کے چھپنے کے بعد کسی صاحب نے تردید کے لئے قلم اٹھا یا اور مزید سوالات کے لئے پھر انشاء اللہ کچھ اور لکھا جائے گا۔ فی الحال جہاں تک نقص نہ کہ کا تعلق ہے اس کا کافی ہے۔

اضافہ طبع دوم

سوال :-
جلوس نبوی شیعوں کے جلوس ماقی سے مشابہت ہے اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ جس فعل کو عینہ دس سے مشابہت ہے اس کا ترک ضروری ہوتا ہے۔

جواب :-
اسے کہتے ہیں چوری سینیہ زوری۔ کون نہیں مانتا کہ غیر دس سے مشابہت ناجائز ہے لیکن یہ تمہیں کس سے کہا ہے کہ جلوس نبوی کو جلوس ماقی سے مشابہت ہے جبکہ علم مہمانی کا مسلم قانون ہے کہ اشتباہ متفقہ دہ میں مشابہت یا تشبیہ ثابت نہیں ہوتی یعنی یہ کبھی نہیں ہوا کہ دن کو رات سے اور نور کو ظلمات سے اور وجود عدم سے تشبیہ دی گئی ہو اسی طرح خوشی کو رنج اور غم و اہستہ۔ اب وہابی دلوں بندہ تعصب کی پیشی اتار کر سوچیں کہ جلوس نبوی فرحت و خوشی کا ہے اور ماقی

جلوس غم و اہم کا اور خوشی و غم میں تضاد ہے لہذا تشبیہ ثابت نہیں جب میرے سے ان دونوں جلوسوں میں تشبیہ ہے ہی نہیں تو کچھ عدم جواز کا سوال ہی نہ رہا۔

(فکتہ) وہابیوں دیوبندیوں کو نبی و شہنی میں ہر سوال سطحی طور پر سمجھنے اس کی حقیقت اور گہرائی سے ہمیشہ محروم رکھنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ ان کی عام عادت ہے۔ ہمارے تمام عقائد و مسائل پر ان کے سوالات کی یہی حالت ہے۔ یہاں بھی کچھ ایسے ہی پڑے۔ دوسرا یہ کہ ان کی ایک گہری عادت یہ ہے کہ عوام کو اہلسنت سے بدظن کرنے کے لئے ہر طرح کے غلط مسلط الزام لگاتے اور پیچ نہیں کرتے جب دیکھا کہ اہلسنت کے جلوس نبوی کے ذریعہ اسلام کی ساری برائی چوری ہے تو عوام میں منافرت پیدا کرنے پر جلوس نبوی کو جلوس ماقی سے تشبیہ دیدی۔ اگرچہ ان کی اس تشبیہ سے اٹھان کا پناہیائی نقصان ہے لیکن اس کا خطرہ اسے ہوتا ہے جس کا ایمان ہو جس کا ایمان ہی میرے سے کہیں ٹوکا نہ لگ چکا ہو اسے اس طرح کی تشبیہات دینے میں کونسا خطرہ ہے یہی وجہ ہے کہ وہابی دیوبندی غسر و ستاخی نبوت میں اول نمبر کے استاد و راجع ہو رہے ہیں۔

دھوکہ اور عجیب و غریب حکایت

یا انہیں اس تشبیہ میں لفظ جلوس سے انہیں دھوکہ ہوا ہے اور اس طرح کے دھوکہ جات میں پڑنا ان کی طبعی عادت ہے اور ان جیسے ہمیشہ اس طرح کے دھوکوں میں پڑتے رہتے ہیں چنانچہ شروع میں جب ریل گاڑی چلی ہے تو کسی دیہاتی کو کہیں جانا تھا تو کسی سے گاڑی کے متعلق

استفسار کیا تو سمجھا یا گیا کہ وہ کالے رنگ کی برقی ہے اور انجن سے دھواں نکالتی
برقی اسٹیشن پر پہنچے گی۔ دیہاتی یہ نقشہ جاکر اسٹیشن پہنچا تو دیکھا کہ
بابو سیاہ لباس میں ملبوس، سگریٹ کے کش درکش لگا کر منہ سے طرب
دھواں نکال رہا ہے۔ دیہاتی نے اسے گاڑی سمجھ کر اس پر سوار ہو گیا بابو
چلایا لیکن دیہاتی کب چھوڑنا۔ انا کہتا کہ جب تم گٹ کے پیسے پہلے وصول کر
چکی ہے اب چینی چلاتی کیوں ہے۔ اگر اسٹیشن کے ملازمین اس بابو کی جان
نہ چھڑاتے تو دیہاتی بابو کی جان لے کر چھوڑتا جیسے اس دیہاتی کو کچل لیا
اور سگریٹ کے دھواں میں سے دھوکہ دے دیا ویسے ہی ان کی ذہنیت کندہ ہو گئی۔
اور اپنے نبی علیہ السلام کی گستاخی کی نحوست سے اصول شریعت کا پاس نہ
رکھ سکے۔

سوال

چونکہ اصول شرعیہ تمہارے نزدیک صرف چار ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع
قیاس۔ تمہارے جلوس کو ان چاروں اصولوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

جواب

مشہور ہے کہ جب خدا عقل دیتا ہے تو حماقت آتی جاتی ہے۔ کچھ ہی مثال
وہابیوں پر بھی صادق آتی ہے اس لئے کہ جلوس نبوی قیاس کے قاعدہ میں
داخل ہے۔ جبکہ ہم نے گذشتہ اوراق میں ثابت کر دیا ہے کہ جلوس سے مقصود
الہامی مسرت ہوائے ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہیئت کذلیہ
جلوس مکانی اظہار شان و شوکت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ دونوں
باتیں احادیث سے ثابت ہیں۔ پہلا امر احادیث یورپ آگائی از حدیث

ابوسفیان اور یہ مرد و حدیثیں پہلے بیان ہو چکی ہیں۔

سوال

تم تو معتقد امام بو حنیفہ ہو اور معتقد امام ہے کہ وہ صرف اپنے امام کی تعریحات
کا پابند ہو جیسے تم نے تقریر فرمائی ہے اس سے تو معتقد نہ رہے بلکہ مجتہد
ہو گئے کیونکہ تم نے تقریر بالائے حدیث مذکورہ کو مقصود علیہ در علوس
کو مقصود بنانے کی کوشش کی ہے اور یہ غلط محض ہے اس لئے کہ جو کلام مجتہد کا
تھا وہی تم نے کر دکھلایا اور ادھر کہتے ہو کہ اس وقت اجتہاد کا دروازہ بند
ہو گیا ہے۔

جواب

اس اعتراض سے دیہاتی سے الٹا اپنی برقرانی اور جہالت کا ثبوت دیا ہے ورنہ
ادنی سمجھ دار بھی جانتا ہے کہ ہم پر مسئلہ میں امام صاحب کی تعریحات کے محتاج نہیں
بلکہ ان کے استنباط کے قاعدہ و ضابطہ کے محتاج ہیں جسے ان کے تلامذہ اندر
مقتدین نے واضح فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری فقہ حنفی کے اکثر مسائل میں امام
صاحب کے اقوال کی تعریحات نہیں بلکہ ان کے استنباط کے قواعد و ضوابط
کا ظہور ہے۔ اس سے دیہاتی کا دوسرا خط بھی زائل ہو گیا کہ تم خود مجتہد ہو گئے
ہو مجتہد نہیں بلکہ ان مجتہدین کے اصول اور قواعد و ضوابط کے علل و اسباب
کو دیکھ کر ہر نیا پیدا شدہ مسئلہ کے لئے استدلال کرتے ہیں اور سنت سے جو حرف
ہم اہلسنت کو نصیب ہے جس سے ہم محروم نہ ہوں اور انشاء اللہ قیامت تک
محروم نہ رہیں گے۔

ہوا دلالتاً استدلالِ حق کتاب و سنت سے ہوتا ہے اجماع و قیاس کا اہتمام
تمہارا خانہ ساز ہے۔ پھر اس پر اکتفا نہیں بلکہ تم جلوس نکال کر یک جہاں
یہ بھی دیتے ہو کہ چونکہ دیگر تمام اریان باطلہ اپنے منتقلیوں کی یادیں یا کسی
اپنے لہڈر کے لئے جلوس نکالتے ہیں لہذا یہیں بھی جلوس نکالنا چاہئے
اس سے معلوم ہوا کہ تمہارا ایک پانچواں اصول بھی ہے، وہ ہے غیروں کی
دیکھا دیکھی حالانکہ غیروں کی دیکھا دیکھی سے عمل کرنا ان گنا پکڑ ب اوقات وہ
کفر تک پہنچا دیتا ہے

جواب

پتہ تو چلا کہ آنجناب وہی ہیں کہ جنہیں اہل اسلام نے دھکا دیا یعنی خارجی وہ
بھی اجماع و قیاس کے منکر تھے اور آپ بھی آپ کو خارجیت کی منہ نہانے
کی وراثت مہارک۔ اور جلوس بنوی دیکھا دیکھی پر مبنی نہیں بلکہ عشق و محبت
کی چنگاری کا شعلہ ہے جو صرف ہمیں نصیب ہوا اور ہم انسا دے کرتے ہو کہ یہ دوست
تمہیں نصیب ہو۔ یہ نصیب دہر۔ حق نصیب اپنا اپنا قسمت اپنی اپنی

خاتمہ

حضور پرہیز پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کے متعلق تمام مسائل
مختلف فیہا میں ایک ناعدہ یاد رکھنا ضروری ہے وہ یہ کہ آپ کے فضائل و مناقب
جتنا اور جیسے اور جس طرح کے جمائیں فلاح و سعادت ہے بلکہ شانِ نبوی جتنا
رحمن ہے چنانچہ مروی ہے ذکر الانبیاء والمرسلین عبادۃ کا ذکر الصالحین
کذا یعنی انبیاء و مرسلین کا ذکر عبادت اور نیکوں کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے

قال الشيخ حديث حسن لغیر کا روا کا اللہ علی فی مسند الفردوس
عن معاذ رضی اللہ عنہ کذا فی الجامع الصغیر ص ۲۳۰ والفتح الکبیر
للہبانی ص ۲۱۲ فیض القدیر ص ۲۱۲ والسرارج المندرجہ ص ۲۱۲
وغیرہ وغیرہ

ازالہ توہم

یہ صرف بدگمانی پر مبنی ہے کہ حضور علیہ السلام کی تعریف و توصیف میں
شُرک نہ پیدا ہو جائے۔ یہ ایک وہم فاسد و مان کا سد ہے ورنہ ظاہر ہے کہ
ہم سب قائل ہیں کہ بعد از خدا بزرگ توفیٰ قصہ مختصر۔ پھر شرک کی کیا
علامہ ازیں علماء متقیین رحمہم اللہ صدیقوں پہلے فیصد فرمائے ہیں کہ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہ کہو باقی جو کچھ کہو گے بہت کم ہو گا۔ اور آپ کی ذات
اقدس کے متعلق آداب و توصیف کی جتنی راہیں نکالی جائیں اس سے ثواب
مکتا ہے۔ چنانچہ اسلالت ہا مخصوص اہم مالک رضی اللہ عنہ کے چند واقعات حافلہ
ہوں کہ انہوں نے آداب مصطفویہ میں کتنا نئے طریقے نکالے۔ ان پر آج تک
بدعتی ہونے کا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ تمام امت نے ان کی ایسے آداب پر توصیف
و تعریف فرمائی ہے۔

مصعب ابن عبد اللہ نے فرمایا کہ اہم مالک کا دستور تھا کہ جب حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث پاک بیان کرتے تو وضو کرتے کٹکھا وغیرہ کر کے
تیار ہوتے اور مخصوص کپڑے پہنتے پھر حدیث بیان فرماتے۔ اس اہتمام
کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تو فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
ہے، مگر تم نے نہ مایا جب لوگ اہم مالک کے پاس حاضر ہوتے، تو نڈی

ان کی طرف جاتی اور ان سے کہتی کہ شیخ امام مالک فرماتے ہیں حدیث
سننے کا ارادہ ہے یا مٹل فقہی پوچھتے ہیں۔ اگر وہ جواب دیتے کہ مٹل
پوچھتے ہیں۔ آپ فوراً باہر تشریف لاتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث پاک
کے لئے آئے ہیں تو آپ غسل خانہ میں داخل ہوتے، غسل فرماتے خوشبو
لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور جب پہنتے اور عمامہ باندھتے اور اپنے سر
پر چادر اوڑھتے اور آپ کے تخت بچھا یا جاتا تو پھر تشریف لاتے اور
اس پر بیٹھتے اس حالت میں کہ آپ پر خشوع طاری ہوتا اور حدیث پاک
سے فراغت تک خوشبو کی دھونی دیتے رہتے۔ مٹل کے غیر کی روایت
ہے کہ آپ اس تخت پر بغیر بیان حدیث کے تشریف نہ رکھتے ابن ابی اسود
نے کہا کہ اس بارہ میں امام مالک سے بات چیت کی گئی۔ فرمایا کہ مجھے پسند
ہے کہ میں حضور کی حدیث کی تعلیم کروں اور پاک صاف ہو کر مکین و قناریت
حدیث بیان کروں۔ ابن ابی اویس نے فرمایا کہ امام مالک راستہ میں یا گھر سے
ہو کر یا جلدی میں حدیث بیان کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔

مٹل بن انصاری نے امام مالک سے حدیث پوچھی اس حالت میں کہ وہ
گھر سے تھے تو امام مالک نے اس کو نہیں کوڑے لگائے۔ پھر اس پر شفقت کی
اور اس کو بیس حدیثیں سنائیں تو مٹل نے کہا کہ مجھے یہ بات پسند تھی کہ مجھے
کوڑے زیادہ لگائے اور حدیثیں زیادہ سناتے

صفیہ بنت خدیجہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ ابو معاذ درۃ کے سر کے اگلے حصہ
میں بالوں کا گچھا تھا جب بیٹھتے اور اسے لٹکاتے تو زمین تک پہنچتا ان
سے کہا گیا کہ اسے منڈوانے کیوں نہیں فرمایا میں ان بالوں کو نہیں منڈواتا
جن کو حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے مس کیا حضرت ابن عمر کو دیکھا گیا کہ

مبشر رسول کی نشست گاہ نبی پر ہاتھ رکھ کر اپنے منہ پر مٹلتے اس کے امام
مالک مدینہ منورہ میں جانور پر سوار نہ ہونے اور فرماتے میں اللہ سے فرماتا
ہوں اس بات میں کہ اس پاک مٹل کو اپنی سواری کے کھروں سے روئندوں میں
مٹل میں حضور آرام فرمائیں۔ ابو جعد الرحمن سلمی نے احمد بن فضلہ سے حکایت
بیان کی (جو بہترین غازی اور بہترین تیسرا انداز تھے) انہوں نے فرمایا میں
نے اس مخصوص کمان کو کبھی بے وضو ہاتھ نہیں لگایا جب سے مجھے یہ خبر پہنچی
ہے کہ حضور نے اس کمان کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ امام مالک نے اس شخص کے
متعلق فتویٰ دیا جس نے مدینہ شریف کی مٹل کو ردی کہا کہ اسے نہیں کوڑے
لگائے جائیں اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔ اور حکایت بیان کی گئی ہے
کہ جبماہ غفاری نے حضرت عثمان سے حضور کا عصالیا اور گھٹنے پر رکھ کر کوڑے
لگائے تو لوگوں کی چیخیں مٹل نہیں توانی بے ادبی کی وجہ سے اسے گھٹنے میں آکر
کا مرض پیدا ہو گیا اس نے گھٹنے کاٹ ڈالا اور ایک سال سے پہلے میلہ مر گیا
ان روایات کو غور سے پڑھئے کہ ان حضرات نے آداب نبوی میں جو طریقے
نکالے وہ کس آیت میں ہیں یا کس حدیث میں مراحتہ لکھا گیا ہے کہ آداب
میں یوں کرو یہ کرو اور وہ کرو۔

یاد رکھئے کہ یہ مرث امام مالک یا صرف ائمہ مذکور تک محدود نہیں
بلکہ اسلاف میں ہر ایک کا یہی طریق رہا ہے

پھر لطف یہ ہے کہ علماء کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب
کی حد بندی کا سلسلہ بھی منقطع کر دیا ہے جگہ کوئی اتنی اپنے نبی پاک شہ لولاک
صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں مانتا پھر اس کے لائق ہے کہ جتنا درجہ دینا مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کرے جائز ہے بلکہ اس بارہ میں دلیل کے درپے ہونے والا بدعت

اور بے نصیب ہے۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں اس موضوع کو تفصیل سے لکھا ہے۔ نیز نے اپنی تفسیر اویسی میں اسے نقل کر دیا ہے۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرک کا وہم کسی گندے دماغ میں ہو گا ورنہ ہمیں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سہولت و میان فرما دیا ہے کہ

دع ما ادعتہ النصارى فی بنیہا

واحکم ما شئت

اور نہ ہی آپ کے متعلق کسی بدعت کا خیال کیا جاسکتا ہے۔ مرن گندم نما جوڑنی لوگوں کا کام ہے کہ ہر بات پر مشرک و بدعت کا فتویٰ لگاتے پھرتے ہیں۔ اس موضوع پر فقیر کی تصنیف العصۃ عن البدعہ کا مطالعہ کیجئے۔

اس رسالہ کو بیان ختم کر کے عرض کرتا ہوں علی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الیک
المرؤۃ الریحیہ و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ و اہل بیتہ اجمعین

الفقیر القادری ابو العباس محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

واسر الحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

۸ رجب ۱۳۹۴ھ بروز ایمان الفردوس و شنبہ مبارک

